یا اللہ جل جلالہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ○

لَیسَ کَمِثلِہٖ شَیٌٔ وَّھُوَ السَّمِیعُ البَصِیرُ ○

ذات باری کی مثل کوئی نہیں اور وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے

لَکِنّی لَستُ کَاَحَدٍ مِّنکُم (الحدیث) اَیُّکُم مِثلِی (ارشاد نبوی)

نہیں ہوں میں تم میں سے کسی ایک کی مثل تم میں سے کون میری مثل ہے

تخیروا لنطفکم وانکحوا الاکفاء (حدیث)

ولادت کے لئے بہترین انتخاب کرو اور کفو میں نکاح کرو۔

انکشاف الاسرار

فی تعظیمِ آلِ النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم

فی بابِ عدمِ جوازِ المناکحۃِ بینَ السیّدِ وغیرِ السیّدِ

فی صورۃ الاستفتاء مع الجوابات

مع الاضافۃ خلاصۃ الکلام لبلوغ المرام

مؤلفہ

مخدوم زادہ قاضی محمد اسرار الحق حقانی

باہتمام

صاحبزادہ قاضی منہاج الحق ، صاحبزادہ مفتی ضیاء الحق ، صاحبزادہ ارشاد الحق

جامعہ اسلامیہ اسرار العلوم رجسٹرڈ مری روڈ راولپنڈی

فون : ۷۲۹۰۴ - ۵۵۰۰۵۳

یا اللہ جل جلالہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ○

لَیسَ کَمِثلِہٖ شَیءٌ وَھُوَ السَّمِیعُ البَصِیرُ ○

ذات باری کی مثل کوئی نہیں اور وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے

لَکِنِّی لَستُ کَاَحَدٍ مِّنکُم (الحدیث) اَیُّکُم مِثلِی (ارشاد نبوی)

نہیں ہوں میں تم میں سے کسی ایک کی مثل تم میں سے کون میری مثل ہے۔

تخیروا لنطفکم وانکحوا الاکفاء (حدیث)

ولادت کے لئے بہترین انتخاب کرو اور کفو میں نکاح کرو۔

انکشاف الاسرار

فی تعظیم آل النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم

فی باب عدم جواز المناکحۃ بین السید وغیر السید

فی صورۃ الاستفتاء مع الجوابات

مع الاضافۃ خلاصۃ الکلام لبلوغ المرام

مؤلفہ

مخدوم زادہ قاضی محمد اسرار الحق حقانی

باھتمام

صاحبزادہ قاضی منہاج الحق، صاحبزادہ مفتی ضیاء الحق، صاحبزادہ ارشاد الحق

جامعہ اسلامیہ اسرار العلوم رجسٹرڈ مری روڈ راولپنڈی

فون: ۲۹۰۴۲ - ۵۵۰۵۳

نام کتاب : انکشاف الاسرار فی باب عدم جواز المناکحۃ بین السیدہ وغیر السید فی صورۃ الاستفتاء مع الجوابات، مع الاضافۃ خلاصۃ الکلام لبلوغ المرام۔

مؤلف : مخدوم زادہ قاضی محمد اسرار الحق حقانی

طباعت زیر انتظام : صاحبزادہ قاضی منہاج الحق۔ صاحبزادہ مفتی ضیاء الحق
صاحبزادہ قاضی ارشاد الحق۔
جامعہ اسلامیہ اسرار العلوم مری روڈ۔ راولپنڈی

مطبوعہ : عصمت پرنٹرز۔ نزد سیڑھیا نوالہ پل۔ گوالمنڈی راولپنڈی

بار دوم

تعداد ۵۰۰۰

مئی ۱۹۹۲ء

کتابت : قاضی محمد منیر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ خَیْرِ الْاَنَامِ
وَعَلٰی اٰلِہِ الْعِظَامِ وَاَصْحَابِہِ الْکِرَامِ

عرضِ حال

امابعد۔ عرصۂ دراز سے مسئلہ بسلسلہ مناکحت سیدہ فاطمیہ حسنیہ حسینیہ کا غیر سیّد کے ساتھ زیر بحث تھا۔ چنانچہ مقتدر علماء کرام اس مسئلہ کی تحقیق و تدقیق کے بعد اپنے اپنے انداز کے مطابق بصورتِ استفتاء۔ در رسائل زیرِ قلم لائے۔ جس سے عوام و خواص نے استفادہ کیا۔ لیکن باوجود اس کے بھی بعض مواقع پر مسئلہ مذکورہ کو متنازعہ فیہ بنا کر تعظیم اہل بیت اطہار نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر انداز کرنے کی کوشش جاری رہی ہے۔ بلکہ یہاں تک بھی نوبت پہنچی کہ نسب کا اعتبار شرعاً کوئی اعتبار ہی نہیں۔ یہ انداز تحریر و تقریر سراسر توہین کا باعث بنتا رہا۔ حالات کے ساتھ ساتھ سکوت بھی کیا جاتا رہا۔ اور افراط و تفریط سے دور رہتے ہوئے تعظیم اہل بیت مصطفوی علیہ التحیۃ والثناء کو جزو ایمان سمجھنے کی تلقین جاری و ساری رہی۔ لیکن تھوڑی سی مدت میں حالات بدلتے ہوتے نمودار ہونا شروع ہوئے۔ جس کی بناء پر عزیز القدر فاضلِ نوجوان سید عارف شاہ گیلانی جو کہ خاندان سادات سے متعلق ہیں اور میرے شاگرد رشید بھی ہیں کا فی اصرار کے بعد چند سطور قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کی۔ علمائے کرام کے علمی اور تحقیقی انداز کے مساوی تو نہیں۔ لیکن عقیدت اور ایمان کے جذبہ کے پیش نظر ان کی اتباع

میں جنہوں نے اس امر عظیم کی طرف توجہ مبذول فرما کر اس مسئلہ پر روشنی ڈالی اور ثواب دارین کے حصول کے مستوجب بنے۔ حقیر سی تحریر بصورتِ سوال و جواب طباعت کے بعد منظر عام پر لائی جا رہی ہے تاکہ حب رسول اور محبتِ اہل بیت اطہار کے طفیل ذریعہ نجات بن سکے۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

سب سے بڑی سعادت فقیر پُر تقصیر کے لئے یہ بھی بطور تحدیث نعمت قابلِ صد افتخار و تشکر ہے۔ دنیائے اسلام کے نامور سپوت اور روحانی و علمی میدان کے بے مثال شاہکار فاتح قادنیت۔ قاطع نجدیت۔ مجدد ملت واقف اسرار خفی و جلی خواجہ خواجگان آفتاب رشد و ہدایت۔ ماہتاب خاندانِ چشت مخدوم عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب الجیلانی الحسنی والحسینی نور اللہ مرقدہٗ کے خاندانِ سادات کے نیّر تاباں پیکر صدق و صفا صاحب حلم و حیا صاحبزادہ پیر سید غلام معین الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی منبع جود و سخا، طالب رضائے حق، فاضلِ محقق جناب صاحبزادہ پیر سید عبد الحق شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی نظرِ توجہ اور سہارا پہ یہ جرأت کی جا رہی ہے۔ اس نسبتِ عظیم کے وسیلہ سے توکلاً علی اللہ سوالات و جوابات مسئلہ مذکور کے متعلق پیش خدمتِ قارئین ہیں۔

خادم العلماء والفقراء
مخدوم زادہ قاضی محمد اسرار الحق حقانی اا
الراجی الی الغفران الحق
مہتمم جامعہ اسلامیہ اسرار العلوم
مری روڈ۔ راولپنڈی

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ شرعاً نسب کا اعتبار ہے کہ نہیں۔ بعض لوگ آیہ مبارکہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ کو بطور استدلال پیش کرتے ہیں کہ نسب کا کوئی اعتبار نہیں۔

۲۔ اگر نسب کا اعتبار ہے تو بالغہ عورت بغیر رضا ولی کے نکاح غیر کفوء میں کر سکتی ہے؟

۳۔ اور اگر کفوء کا اعتبار ہے تو پھر کیا ساداتِ فاطمیہ کا ہم کفوء کوئی بن سکتا ہے؟

۴۔ کیا سیدہ فاطمیہ کا نکاح غیر سید سے اگر ولی کر دے تو جائز ہو گا یا نہیں؟

۵۔ یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ عالم علویہ کا ہم کفوء ہے اور نکاح جائز ہے۔ تفصیلاً جواب سے مستفید فرمائیں۔

المستفتی

سید عارف شاہ گیلانی

مانگل شریف

ایبٹ آباد

الجواب

بعون الملک الوہاب وھو الموفق للصدق والصواب

اقول باللہ التوفیق وبیدہ الازمۃ التحقیق - شرعاً نسب کا اعتبار ہے

قرآن مجید کا ارشاد ہے -

یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ	اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک
مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ	عورت سے پیدا کیا اور کیا ہم نے تمہیں
شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ	قومیں شاخیں اور قبیلے تاکہ تم ایک دوسرے
اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ	کو پہچان لو اور اللہ کے نزدیک تم میں وہی
اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۝	عزت والا ہے جو متقی ہوگا - بیشک اللہ تعالیٰ
(سورۃ الحجرات)	جاننے والا خبردار ہے

آیہ مقدسہ میں واضح موجود ہے کہ قومیں اور خاندان مقرر کرنا تعارف کے لئے تھا تاکہ درجۂ امتیازیت کے حاصل ہونے کے بعد حسب مراتب ایک دوسرے کے مقام کو پہچان سکو - کیونکہ اس کے بغیر تخلیق انسانی کا مقصد مکمل نہیں ہوسکتا - امتیازی حیثیت اور مراتب میں تفاوت کا انداز لتعارفوا سے متحقق ہورہا ہے کہ درجۂ مساوات بحیثیت انسان کے تھا - لیکن انسانی مدارج اور مراتب کا تفاوت انساب کے بغیر ممکن نہیں - اس بناء پر اقوام اور قبائل پیدا کئے - چنانچہ علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں اسی آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں (لتعارفوا) علۃ للجعل ای جعلناکم کذلک لیعرف بعضکم بعضا فتصلوا الارحام وتبینوا الانساب والتوارث لا لتفاخروا (الخ) جعلنا کی علت لتعارفوا ہے - یہ اس لئے

کہ تاکہ تم بعض بعض کو پہچان سکو۔ باہمی صلہ رحم اور مسائل وراثت وغیرہ بھی پورے ہوں۔ نسب کا بیان کرو۔ بطور فخر کے نہیں"۔ یہ تصور کرنا کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ شرافت نسبی کے خلاف ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ شرافتِ نسب کا ذکر بصورتِ نعمت جائز ہے بلکہ ضروری ہے۔ کیونکہ شرافتِ نسبی بھی ایک نعمت ہے۔ اس کا ذکر شکر خداوندی کی بجاآوری ہے۔ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کے حکم کے بموجب اس نعمت شرافت نسبی کا ذکر کرو اور عملی طور پر تقویٰ اور پرہیزگاری کا دامن بھی تھامے رکھو عمل کی ترغیب شرافت نسبی کے لئے مضر نہیں اور یہ دعویٰ کرنا۔ کہ نسب کا کوئی اعتبار نہیں یہ دعویٰ بلادلیل ہے۔ گزشتہ سطور میں بھی عرض کیا جاچکا ہے کہ نسب کا ذکر بطور تحدیث نعمت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا۔ ان اللہ اختار من الناس العرب من العرب قریشاً واختار منھم بنی ھاشم فانا خیار من خیار (الحدیث) صاحب مشکوٰۃ نے مسلم کے حوالہ سے نقل کیا۔ ان اللہ اصطفیٰ کنانہ من ولد اسماعیل واصطفیٰ قریشاً من کنانہ واصطفیٰ مِن القریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم۔ رواہ مسلم۔

نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی کنت من القرن الذی کنت فیہ ۵ رواہ البخاری۔ فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "میں بہترین طبقوں میں سے پیدا کیا گیا۔ بنی آدم کے قرن سے قرن کے بعد یعنی ہر قرن میں باپوں کی پشت میں ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ ہوا میں ایسے قرن میں جس میں میں ہوں"۔ حدیث کے الفاظ میں لفظ خیر جو صیغہ اسم تفضیل کا ذکر ہے جو کہ مبالغہ

کا متقاضی ہے صریح طور پر خصائل حمیدہ اور اوصاف شریفہ پر دال ہونے کے ساتھ ساتھ ذاتی شرافت کی فضیلت پر دال ہے۔ سنن ترمذی میں بروایت ابوسعید رضی اللہ عنہ یوں ہے۔ قال قال رسول اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم یوم القیامۃ ولا فخر وبیدی لواء الحمد لا فخر۔ علامہ التورپشتی فخر کی تفسیر بیان فرماتے ہیں۔ الفخر ادعاء العظمۃ۔ فخر کا معنیٰ بڑائی کا دعویٰ کرنا ہے۔ ذکرِ شرافت نسب اگر بغیر فخر کی جائے تو شرعاً جائز ہے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سوال کیا۔ من انا قالوا انت رسول اللہ قال محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن عبد مناف۔ احادیث سے وضاحت ہوئی کہ نسب کا شرعاً اعتبار ہے اور شرافتِ نسبی کا ذکر بطور تحدیث نعمت کرنا ضروری ہے تاکہ تخلیق انسانی کا مقصد پایۂ تکمیل تک پہنچ سکے اور مراتب کو ملحوظ رکھا جا سکے۔
قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ فضلنا بعضھم علیٰ بعض نفسِ تخلیق انسانی میں برابری ہے۔ لیکن امتیاز اور تفاوت محض شعوب و قبائل کے ذریعہ ممکن تھا۔ جیسا کہ نفس نبوت علیہم الصلوات والتسلیمات پر ایمان لانا فرض ہے لیکن بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ غرضیکہ تذکرہ نسب شعوب و قبائل قرآن کریم اور احادیث نبویہ علیہ التحیہ والثنار سے ثابت ہے۔ البتہ بطور تفاخر ذکر نسب جائز نہیں۔ اسی بنا پر جمیع اوصافِ حمیدہ اور کمالاتِ نبویہ سے متصف ہوتے ہوئے آپ نے فرمایا لا فخر لی اس سے ثابت ہوا کہ نسب پر فخر کرنا جائز نہیں اور شکر کے طور پر ذکر تحدیث نعمت ہوگی۔ لیکن عجیب منطق ہے کہ جو لوگ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللہِ اَتْقٰکُمْ سے استدلال عدم شرافتِ نسبی پیش کرتے ہیں۔ آیہ مبارکہ میں تقویٰ و پرہیزگاری پر گامزن ہونے کا صلہ عند اللہ اتقاکم ہونے کا ذکر ہے نہ یہ کہ نسبی شرافت کے مخالف ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر عربی کو عجمی

پر اور گورے کو کالے پر کوئی فوقیت نہیں کی حدیث کو بھی اسی مقصد کے لیے استعمال کرنا کہ نسب کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس حدیث مبارکہ میں ان کا حق مقصد ثابت نہیں ہوتا۔ حدیث کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ فی نفسہٖ کوئی فوقیت نہیں۔ اگر فوقیت اور مراتب کا لحاظ مقصود نہ ہوتا تو پھر کل سوار کے پیش نظر تمام دینی اور دنیوی مقاصد لاینحل ہو کر رہ جاتے۔ لہٰذا جن مقامات میں نہی کا ذکر آیا ہے وہاں ذکر نسب بطور فخر مراد ہے۔ اگر ایسا کرنا مراد ہوتا اور مسئلہ نسب کو نظر انداز کر دیا جاتا تو قرآن مجید کے احکامات پر عمل کس طرح ممکن ہوتا۔ صلہ رحم، وراثت و دیگر حقوق باہمی ارتباط یہ تمام امور نسب کی بنا پر ہی ممکن ہو سکتے ہیں۔ اس لئے اعتبار نسب ایک اہم امر ہے جس سے انحراف قرآن و سنت سے انحراف ہو گا۔ تمام انساب سے افضل نسب اہل بیت اطہار نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ فضائل و مناقب اہل بیت اطہار بے حد و بے شمار ہیں۔ آیۂ مباہلہ، آیہ تطہیر اور سورۂ دہر کی آیات طیبات یوفون بالنذر ویخافون یوما (الآیہ) بالخصوص شان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر صریح دال ہے۔ جبکہ آپ نے رضائے الٰہی کے لئے ایفاء نذر کے موقع پر مسکین یتیم اور اسیر کو خیرات۔ صدقات عطا فرما کر بمعیت حضرت فاطمۃ الزہرا لخت جگر مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا صابر و شاکر رہے جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے ویطعمون الطعام علی حبہٖ کا نزول فرما کر مقام علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ و عظمت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا ذکر فرمایا۔

مناقب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی بے شمار ہیں۔ جن کا انکار صریح قرآن و حدیث کا انکار ہے صحیح مسلم میں مروی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ان لایحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق حدیث مبارکہ

کے الفاظ سے وضاحت ہوتی ہے۔ محبت علی رضی اللہ عنہ ایمان ہے اور ان کی عداوت منافقت کی علامت ہے۔ اس لئے اہل بیت اطہار کا ہر فرد قابل احترام ہے۔ ان کی دشمنی اور عداوت حرمان ایمان کی دلیل ہے۔ اللہ تبارک وتعالی محبت اہل بیت اطہار نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ دل میں قائم ودائم رکھے تاکہ روز محشر شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا سبب بن سکے۔ ارشاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے انا تارک فیکم الثقلین اولهما کتاب الله فیه الهدیٰ والنور فخذوا بکتاب الله واستمسکوا به فحث علیٰ کتاب اللهِ ورغب فیهِ ثم قالَ اهل بیتی اذکرکم الله واهل بیتی۔ حدیث مبارکہ میں آپ نے دو چیزوں کا تذکرہ فرمایا۔ پہلی کتاب اللہ۔ کیونکہ اللہ تعالی کی کتاب پر عمل کرنے سے اعتقاد اور اعمال مضبوط ہوتے ہیں۔ لیکن دوسری چیز قابل قدر اور نفیس ترین اہل بیت میرے ہیں۔ یاد دلاتا ہوں تم کو خدا کے لئے اور ڈراتا ہوں اس کے عذاب سے قصور کرنے پر حقوق اہل بیت میری کے (الخ) عن عائشه رضی الله عنها قالت خرج النبیّ صلی الله علیه وسلم غداة وعلیه مرط مرحل من شعر اسود فجاءَ الحسن ابن علی رضی الله عنه فادخله ثم جاءَ الحسین فادخل معه ثم جاءت فاطمه رضی الله عنها فادخلها ثم جاء علی فادخله ثم قال انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس۔ (الآیہ) اگرچہ اجمالی طور پر آیہ تطہیر کا ذکر گزشتہ سطور میں کیا گیا ہے لیکن مناقب میں باہمی ارتباط کو ملحوظ رکھتے ہوئے حدیث مذکورہ کو بھی زیر قلم لایا گیا۔ تاکہ تاکید کے لئے مزید مفید ثابت ہو سکے۔ ورنہ یہ مسئلہ اتنا واضح ہے کہ اس سے انکار کرنا جہالت یا تعصب پر ہی مبنی ہو سکتا ہے۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

کی روایت سے ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حسنین کریمین شریفین طیبین رضی اللہ عنہما سے پیار فرماتے اور فرمایا کرتے اے اللہ میں ان کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔ ترمذی شریف میں زید بن ارقم سے روایت ہے۔ قال لعلی وفاطمہ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم۔ آنحضرت نے علی اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے لئے فرمایا "جوان سے لڑے میں اس سے لڑنے والا ہوں اور جو ان سے صلح کرنے والا ہوگا میں اس سے صلح کروں گا" یعنی جس نے ان کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے ان کو مبغوض رکھا اس نے مجھے خفا کیا۔ نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے نکاح کے متعلق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ علامہ مرقاۃ تحت حدیث مروی بروایت حضرت بریدہ قال خطب ابوبکر وعمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہا صغیرۃ ثم خطبہا علی فزوجہا۔ (رواہ النسائی) جلد ۱۱ مکتبہ امدادیہ ملتان ص ۳۵۰ میں فرماتے ہیں قال صلی اللہ علیہ وسلم امرنی ربی بذلک۔ تزویج ما بین علی المرتضیٰ وفاطمۃ الزہرا کے متعلق ارشاد سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم فضیلت علی المرتضیٰ وفاطمۃ الزہرا پر دال ہے۔

۲۔ جواب ثانی

عاقلہ بالغہ کے بغیر رضا ولی کے غیر کفوء میں نکاح کرنے سے متعلق فقہا کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال ہدایہ کتاب النکاح فصل فی الکفاءۃ اذا تزوجت نفسہا من غیر کفوء فللاولیاء ان یفرقوا بینہما دفعًا للعار عن انفسہم۔ نیز شرح وقایہ جلد ثانی کتاب النکاح باب الولی والکفوء

وروی الحسن عن ابی حنیفۃ رح عدم جوازہ ای عدم جواز النکاح فی غیر الکفو۔ وعلیہ فتوی قاضی خان۔ علمائے مذہب کے نزدیک قاضیخان فقہا کے سات طبقوں میں سے طبقہ ثالث میں شمار کیا جاتا ہے۔ گویا کہ ابو یوسف اور امام محمد [redacted] رحمہم اللہ کے بعد ان کا مقام ہے۔ حاشیہ عمدۃ الرعایہ قال السرخسی ھذا اقرب الی الاحتیاط۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے جیسا کہ السنن الکبری للامام المحدثین الحافظ الجلیل ابی بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی نے کتاب النکاح باب اعتبار الکفاءۃ میں نقل فرمائی ہے۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا لا یزوج النساء الا الاولیاء ولا یزوجن الا الاکفاء ص ۱۳۳ "عورتوں کو تزویج نہ کریں مگر ان کے اولیاء اور نہ تزویج کریں مگر کفو میں" نیز بیہقی میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ یا علی ثلاثۃ لا تؤخرھا والصلوۃ اذا اتت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت کفوًا یعنی تین چیزوں کی تاخیر نہ کرنے کا حکم فرمایا۔ نماز کا وقت آنے پر، جنازہ حاضر ہونے پر بلا شوہر کے لئے جب کفو موجود ہو۔ کفو میں نکاح کرنے کا حکم دیا۔ اذا وجدت کفوًا جب کفو مہیا ہو۔ تو پھر نکاح کرنے میں تاخیر نہ کرنا۔ حدیث میں ولی کو کفو میں نکاح کرنے کا حکم ثابت ہے۔ کفوٗ کی تخصیص فرمانا عدم کفو سے اجتناب کا لزوم ثابت ہوتا ہے۔ جو بمنزلہ نہی ہے کفاۃ کے معنی برابری ہیں۔ نکاح کے موقع پر لفظ کفاءۃ سے مراد مخصوص برابری ہوتی ہے۔ شارح تنویر الابصار صاحب درمختار فرماتے ہیں۔ الکفاۃ معتبرۃ فی ابتداء النکاح للزومہ وصحتہ یعنی لزوم نکاح اور صحیح ہونے کے لئے ابتدا ہی میں کفو کا ہونا معتبر و ضروری ہے۔ نعتبر الاکفاء للزوم

النکاح یعنی نکاح تب لازم ہوگا اور صحیح ہوگا اگر ہم کفوء ہو اور اگر ہم کفوء نہیں تو نکاح نہیں۔ اسی طرح فتویٰ صادر فرمایا اعلیٰحضرت عظیم البرکت حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت قاطع نجدیت فاتح قادنیت الفاضل الاکمل الشیخ الاجل عمدۃ المحققین زبدۃ المدققین مجدد ملت آفتاب چشت واقف اسرار خفی و جلی خواجہ خواجگان مخدوم العلماء والفضلا قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گیلانی الحسنی والحسینی افاض اللہ فیوضاتہٗ الی یوم القیامۃ۔ فتاویٰ مہریہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ویفتی فی غیر الکفوء بعدم جوازہ اصلا وھو المختار لفساد الزمان۔ تنبیہ۔ علت عدم جواز نکاح غیر کفوء میں ننگ وعار ٹھہری و فساد قرار پائی۔

۳۔ جواب ثالث

یہ تصور کرنا سیدہ فاطمیہ کا غیر سید کفوء ہو سکتا ہے عقلاً نقلاً قابل تسلیم نہیں کیونکہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسری اور مماثلت کا دعویٰ نص کے خلاف ہے۔ بلکہ تصور کرنا بھی تحقیر و توہین پر مبنی ہوگا۔ بعض علماء نے تحقیقی انداز میں یہ بھی لکھا ہے کہ ذات باری تعالیٰ اپنی خالقیت میں بے مثل ہے۔ اور ذات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق میں بے مثل ہے۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا عبدالرسول مرحوم نے کیا خوب کہا ہے۔

ازلیٔ امر زش عالم گزید از جملہ خلق　　ذاتِ بیہمتا چوں خود یعنی محمد مصطفیٰ

تمام کائنات میں جمیع عالم کی بخشش کی خاطر اپنے جیسی ذات محمد مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کو چن لیا یعنی جس طرح خود خالق ہونے میں بے مثل ہے اسی طرح مخلوق میں بے مثل ذات کا انتخاب فرمایا۔

یہ نظریہ انبیاء کو اپنی مثل کہنا گمراہ کن عقیدہ ہے۔ بلکہ امم سابقہ نے بھی

انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کو قالوا ما انتم الا بشر مثلنا (الایہ) اپنی طرح بشر کہا تھا۔ جبکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکم مثلی فرمایا۔ اور واضح فرما دیا کہ حضور کی مثل ذات اور صفات میں کوئی بھی نہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسر و مثل قطعاً کوئی نہیں۔ خاندان مصطفویہ علیہ التحیۃ والثنا، کا ہمسر کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ تمام انساب والد کی طرف سے لیکن حضور کا ارشاد جیسا کہ طحطاوی میں ہے کل نسب امن انثیٰ فھو لابیہ الاما کان من فاطمہ فانہ لی ۔ ہر نسب عورت کے بیٹے کا اس لڑکے کے باپ کی طرف منسوب ہوتا ہے مگر جو نسب فاطمہ سے ہو وہ میری طرف منسوب ہے۔ لہذا فاطمیہ حسنیہ کی اولاد کا کوئی ہم کفو نہیں ہو سکتا۔

۴- جواب سوال رابع

اگر کوئی عورت عاقلہ بالغہ بغیر رضا ولی غیر کفو میں نکاح کرے گی تو وہ صحیح نہ ہوگا (فتاوی مہریہ کے حوالہ کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ جس کو حضرت شہنشاہ گولڑہ شریف نے بڑے محققانہ انداز میں درمختار کے حوالے سے ویفتی فی غیر الکفوء بعدم جوازہ اصلا وھو المختار لفساد الزمان جس کے متعلق فتاوی مہریہ کا حوالہ ذکر کیا جا چکا ہے جس کو حضرت قبلہ عالم شہنشاہ گولڑہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑے محققانہ انداز میں درمختار کے حوالے سے ویفتی فی غیر الکفوء بعدم جوازہ اصلا وھو المختار لفساد الزمان جس کے متعلق علامہ ابن عابدین نے تشریح فرما دی۔ ہر عورت شرم و حیا نہیں رکھتی اور ہر قاضی عادل نہیں ہوتا اور نہ ہی ہر ولی نالش کے اہل ہوتا ہے۔ ان وجوہات کے پیش نظر بنیادی طور پر غیر کفو میں نکاح منعقد نہیں

ہوتا۔ جب عام خاندانوں اور قبیلوں کے ہم کفو، نہ ہونے کے پیش نظر رضا، ولی کو ضروری قرار دیا گیا تو وہ خاندان سادات جس کا ہمسر کوئی نہیں ان کی رضا بدرجہ اولی ضروری ہوگی۔ یہاں ایک بات عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ عدم انعقاد نکاح فساد زماں باعث ننگ و عار للولی ہے۔ لہذا سادات فاطمیہ کا نکاح سراسر باعث فساد اور باعث عار للاولیاء ہے۔

۵۔ جواب سوال خامس

اگر ولی بھی نکاح کردے گا تو نکاح منعقد نہ ہوگا۔ کیونکہ اب بھی وہ علت جو عدم جواز نکاح کی تھی موجود ہے فساد زمان اگر ایک ولی بھی کرے گا تو یقیناً باقی اہل سادات کے لئے باعث عار ہوگا جو موجب فساد بھی بن سکتا ہے۔ لہذا ہر ایک ولی کی ولایت بالاستقلال رہے گی۔ علت کے وجود کے پیش نظر سیدہ کے ولی کے ہم کفو، نہ ہونے کی صورت میں نکاح کر دینے سے سیدہ کے ولی کے نکاح کرنے کو اس پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ کسی شے کو حمل کرنے کے لئے شرائط کا ہونا ضروری ہے۔ حمل کی تعریف علماء نے یہی کی ہے۔ اشتراك امر بامر آخر بعد وجدان المناسبة بينهما لہذا کوئی مناسبت نہیں پائی جاتی ہے غیر سید کے ولی کی رضا سے نکاح کرنے کے جواز کو سیدہ کے نکاح پر حمل کرنا سراسر اصول کے خلاف ہوگا۔ لہذا نکاح نہیں ہو سکتا۔

بعض حضرات نے حسیب کو علویہ کا کفو، قرار دیا ہے اور اس استدلال سے جواز نکاح بالعالم کا فتوی نقل کیا ہے۔ علامہ شامی نے فرمایا۔ للان فسر الحسيب بذى المنصب والجاه فغير كفو للعلويه وان بالعالم كفوٴ شرف العلم فوق النسب۔ آخر میں فرماتے ہیں۔ لذا قيل لان عائشة

افضل من فاطمہ (قہستانی) اگر حسیب سے مراد صاحب منصب اور جاہ لیا جائے تو حسب والا ہمسر علویہ کا نہیں اور اگر تفسیر حسیب کی عالم سے کی جائے تو علویہ کے برابر ہے۔ کیونکہ بزرگی علم کی مال اور نسب سے بڑی ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ افضل ہیں حضرت فاطمہؓ سے بوجہ عالمہ ہونے کے۔ اگر حسیب سے مراد عالم ہوا تو پھر عالم ہم کفو ہوگا علویہ کا۔ اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ خود علامہ شامی نے جو بوجہ فضیلت حضرت عائشہ کی حضرت فاطمہ پر بیان کی عالمہ ہونے کے (الخ) اور فرماتے ہیں۔ لہذا قیل سے بیان کردہ قول ضعیف ہوتا ہے۔ جیسا کہ علماء پر یہ واضح ہے اس کی تفصیل بیان کرنا زیادہ مناسب نہیں۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔ یہ قول ضعیف ہے۔ حضرت عائشہؓ کی فضیلت حضرت فاطمہؓ پر متفق علیہ نہیں۔ اگرچہ ام المومنین کی فضیلت اور براۃ و صداقت قرآن مجید نے بیان فرمائی اس کا انکار کفر ہے۔ بذاتہ ان کی فضیلت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کی فضیلت کے بارے میں تین مذہب ہیں۔ علامہ سیوطی نے نقل کیا ہے صحیح تر مذہب یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ افضل ہیں حضرت عائشہ سے۔ بعض کہتے ہیں برابر ہیں۔ بعض نے توقف کیا ہے حضرت امام مالک سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ فاطمہؓ سرور کائنات کے بدن اطہر کا ٹکڑا ہیں اور میں کسی کو رسول اللہ کے ٹکڑے پر فضیلت نہیں دیتا۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمارا دین اور مختار یہی ہے کہ حضرت فاطمہؓ حضرت عائشہؓ سے افضل ہیں۔ نیز عالم اور بادشاہ کے کفو نہ ہونے پر علامہ شامی نے برجندی کا قول نقل فرمایا۔ علم صفت ہے اور ذات صفت سے افضل ہوتی ہے۔ اگر کوئی ولی سیدہ کا نکاح کر دے گا تو یہ نکاح صحیح نہ ہو

گا۔ جس کی علت پہلے بیان کی جاچکی ہے بلکہ گناہگار ہوگا۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر کفو سے نکاح کرنے سے منع فرمایا۔ گویا ارشاد نبوی کی مخالفت کرنے سے گناہگار ہوگا۔ ایک ولی کے کرنے سے مستقبل میں باقی اولیاً کے لئے عار کا باعث ہوگا اور یہی وجہ عدم انعقاد کی ہے۔ لہذا اصلاً نکاح نہیں ہوگا۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ انساب کی حفاظت کرو۔ اگر کوئی ولی ایسا کرے گا تو پھر بھی خلاف ارشاد نبویہ کا مرتکب بنے گا۔ اگر غیر سید سے نکاح کر دے گا تو غیر سادات میں داخل ہونے کا ذریعہ بنے گا جو ہرگز جائز نہیں۔ اسی پر علامہ ابن حجر ہیتمی نے صواعق محرقہ میں فرمایا غیر کفوء میں نکاح کرنے سے اختلاط و عدم امتیاز انساب لازم آتا ہے۔ لہذا نکاح غیر کفوء میں جائز نہیں۔ عام انساب کے متعلق غیر کفوء کے عدم جواز کی یہ وجہ ہو سکتی ہے پھر اشرف الانساب سے تعلق رکھنے والے ولی پر لازم ہے کہ ایسی حرکت سے اجتناب کرے تاکہ باعث فتنہ فساد سادات کے لئے عار کا باعث نہ بنے اور توقیر اہل بیت اطہار کا ممکن بھی امتیازیت سے برقرار رہے۔

قابل توجہ معروضات

بعض حضرات بڑی دلیری اور جرأت سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح کو بطور استدلال پیش کرتے ہوئے یہ دعوی کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت ولی کے نکاح کر دیا۔ لہذا اب بھی کرنا جائز ہے۔ اس کے متعلق نہایت مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ اہل علم صاحب تفقہہ ارباب و النہٰ حضرات پر مخفی نہیں کہ شارع علیہ الصلوٰۃ و السلام کی ذات مقدسہ کے خصائص کو غیر کے لئے اپنی نفس پرستی اور خواہش کی خاطر دلیل بنانا شرعاً ہرگز جائز نہیں۔ کیونکہ ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملات خصائص میں داخل

ہوتے ہوئے مستثنیات قرار پائیں گے۔ لہٰذا ان کو حجت بنانا جائز نہ ہوگا۔
معاملات میں قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ شہادت میں دو مردوں کا ہونا ضروری ہے اور اگر مرد نہ ہوں ایک مرد اور دو عورتیں۔ بخاری شریف کتاب التفسیر سورۂ احزاب قولہٗ فمنھم من قضیٰ نحبہ میں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ انصاریؓ کی گواہی کو دو گواہوں کے برابر قرار دیا۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسرے نکاح کی اجازت نہ دی۔ حالانکہ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث وربع آیہ کریمہ کا حکم ہے کہ چار بیویاں رکھی جا سکتی ہیں لیکن حضرت علیؓ کے لئے حضرت فاطمہؓ کی موجودگی میں اس پر عمل کرنے کا اختیار نہ تھا۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے فیہ تحریم ایذاء علیہ السلام بکل حالٍ وعلیٰ کل وجہ ان تولد الایذاء مما کان اصلہ مباحًا وھو من خواصہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے معلوم ہوا ایذاء رسول حرام ہے۔ اگر کسی حلال فعل سے ہی پہنچے یہ حضور کی خصوصیت ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے دوسرا نکاح حرام تھا۔ اگرچہ بے شمار ایسے واقعات موجود ہیں جو خصائص مبارکہ سے متعلق ہیں ان کو حجت بنا کر اپنا مقصد نکالنے کی کوشش کرنا شرعًا جائز نہیں۔ التماس بخدمت علمائے کرام یہ ہے کہ فقیر نے اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کے مطابق سوالات کے جوابات تحریر کئے۔ امید ہے کہ جذبہ حب رسول و آل اطہار کو ملحوظ رکھتے ہوئے میری حوصلہ افزائی فرما کر ممنون فرمایا جائیگا۔

عورت اور مرد کے درمیان باہمی مناکحت کی غرض وغایت

مرد اور عورت کے درمیان نکاح کا مقصد صرف شہوانی تعلق ہی نہیں۔ بلکہ

تمدنی، اخلاقی اور قلبی لگاؤ ہوتا ہے۔ جس کی بناء پہ خاندانی معاملات انجام پاتے ہیں۔ اگر دونوں کے نظریات متحد ہوں گے تو ظاہر ہے کہ زندگی کے تمام معاملات خوش اسلوبی سے انجام پاتے رہیں گے اور اگر نظریات کا اتحاد نہ ہوا تو نکاح کا مقصد مکمل نہیں ہو سکتا جس کا اثر دونوں کے اختلاف کے پیش نظر انفرادی اور اجتماعی زندگی پہ نظر انداز ہوگا نسل خاندان بھی متاثر ہوں گے۔ اسی بناء پہ قرآن کریم نے مشرک مرد اور مومن عورت کے نکاح کو منع فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ تم مشرک مردوں کے ساتھ نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لائیں۔ اور مومن مرد مشرک عورت سے نکاح نہ کرے جب تک وہ بھی ایمان نہ لے آئیں۔ آیہ مبارکہ مشرک اور مسلمان کے نکاح کو حرام قرار دے رہی ہے۔ محض اس بناء پر کہ شرک اور اسلام کے درمیان نظریات اعتقادات کا باہمی اختلاف ہے اور ہر ایک کے اختلاف کی وجہ سے فتنہ و فساد ہی پیدا ہوگا۔ جب دونوں اسلام کے زمرہ میں داخل ہو جائیں گے تو اسلامی اصولوں کے مطابق باہمی معاملات تمدنی و معاشرتی اور معاشی اچھی طرح سے انجام پذیر ہو سکتے ہیں قرآن مجید نے بڑی فصاحت سے حکم دیا کہ اگر اسلام لے آئیں تو پھر نکاح جائز ہوگا۔ بلکہ یہ ارشاد فرمایا۔ ولعبدٌ مومن خیرٌ من مشرکٍ۔ شرک کی مذمت کا تذکرہ کیا۔ اور فرمایا کہ اسلام اور شرک کے درمیان منافات ہے۔ لیکن اگر کوئی غلام بھی مومن ہو تو مشرک آزاد کے مقابلہ میں وہ بہتر ہے۔ کیونکہ کفر اور اسلام کے درمیان تضاد ہے۔ قرآن مجید کی آیہ مبارکہ میں جس کے سیاق و سباق سے یہ ثابت ہے کہ کافر اور مسلمان کا باہمی نکاح جائز نہیں۔ کیوں کہ شر اور فساد برپا ہونے کے امکانات واضح ہیں۔ سیدہ کا نکاح غیر سید کے کرنے سے بھی فساد پیدا ہوگا۔

مشرک اور مسلمان کا آپس میں نکاح کیوں جائز نہیں۔

اسلام اور کفر کا تضاد ہونے کی وجہ سے العیاذ باللہ اگر مشرک اور مومنہ کا آپس میں نکاح کیا جائے تو ظاہر ہے سوائے اختلافات کے دوسرا کوئی راستہ نظر نہیں آ سکتا۔ کیونکہ قواعد وضوابط ہیں اور شرک وکفر اسلام کے خلاف ہیں۔ ان کا نکاح کرنے کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ اسلامی شرافت اور عظمت کا حکم بیان فرمایا۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

اس میں شک نہیں کہ اسلام بھی کفاۃ کا ایک جزو ہے لیکن تفاوت کا نظر انداز کرنا خلاف شرع امر ہے۔ فافهم وتدبر ان کنت من المتدبرین والمصلحین والا فافعل ما شئت۔

تضاد باعث شر وفساد ہوگا۔ اس وجہ سے قرآن مجید نے مشرک اور مومن کا نکاح حرام قرار دیا۔ یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ غلام مرد کے ساتھ آزاد عورت کے نکاح کا حکم ثابت ہوتا ہے جب کہ غلام آزاد کی کفو نہیں اور اس سے غیر کفو میں نکاح نص سے ثابت ہوتا ہے۔ آیۂ کریمہ میں کفو اور غیر کفو کا مسئلہ بیان نہیں کیا گیا بلکہ شرک اور اسلام کے باہمی تضاد کی وضاحت اور اس کے برعکس اسلام کی عظمت کا ذکر ہے۔ بلکہ آیہ مبارکہ کے ارشاد کے مطابق تو کافر اور اسلام کے درمیان نکاح کا عدم جواز صرف اختلاف ہی کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ لہذا جب بھی کوئی نکاح جس کے کرنے سے اختلاف اور فتنہ پیدا ہوگا اس آیۂ مبارکہ کے مطابق اس کا کرنا جائز نہیں۔ اور غیر کفو میں نکاح کرنے سے شر وفساد ہوتا ہے لہذا غیر کفو میں نکاح جائز نہیں۔ یہ نتیجہ مرتب کرنا کہ غلام مرد اور آزاد عورت کی کفو نہیں لیکن نکاح کا حکم دیا گیا ہے لہذا غیر کفو میں نکاح صحیح ہے۔ مسلمان غلام کو بوجہ اسلام کے مشرک پر ترجیح دی گئی ہے۔ اس کو قاعدہ بنانا سراسر زیادتی

ہو گی۔ بلکہ اپنا مقصد ثابت کرنے کے لئے حیلہ سازی ہے۔ ہر غلام آزاد کا کفو نہیں۔ اگر یہ بات درست ہے تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ آیت نے غیر کفو میں

کیا اسلام میں کفو کا اعتبار ہے کہ نہیں۔ اگر کفو کا اعتبار ہے تو اس کی کیا وجہ ہے۔

اس سے قبل بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ نکاح کا مقصد باہمی محبت کا پیدا ہونا ہے اور نکاح کی غرض چونکہ خانگی معاملات اور ازدواجی زندگی کو صحیح کرنا ہے اور خوش اسلوبی کے ساتھ سکون و اطمینان کے ساتھ وقت گزارنا ہے اور جب یہ ممکن ہے کہ طبائع میں اتفاق و اتحاد ہو۔ اس کے برعکس اگر طبائع میں اختلاف ہو گا تو حسن معاشرت کا قائم رہنا سخت مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ اسی بناء پر شریعت اسلامیہ نے نکاح کے بارے میں زوجین کے اندر کفاۃ کو معتبر قرار دیا ہے۔

نسب میں کفاءت کا اعتبار ضروری ہے۔

فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے کہ غیر قریشی مرد قریشی عورت کا کفو نہیں۔ عجم میں عجمی النسل عربی نسل عورت کا کفو نہیں۔ والعجمی لایکون کفوا للعربیہ ولو کان العجمی عالما او سلطانا ھو الاصح۔ عجمی مرد عربیہ عورت کے برابر نہیں اگرچہ عالم اور سلطان ہو۔ اور یہی قول اصح ہے

درمختار صفحہ ۲۰۳ جلد اول۔

پیشہ میں بھی کفاءت کا اعتبار ہے۔

مثل حائک غیر کفو۔ مثل خیاط۔ جولاہا اور درزی برابر نہیں ولا الخیاط بزا ز و تاجر ولا العالم و قاض۔ اور نہ درزی برابر ہے

بزاز کے اور سوداگر کے اور نہ دونوں برابر ہیں عالم اور قاضی کے۔ ردالمختار کتاب النکاح باب الکفاءۃ۔

کفاءت کے معتبر اور ضروری ہونے کے متعلق ارشادات نبوی

بیہقی اور دارقطنی میں الالاتزوج النساء۔ الا الاولیاء ولایزوجن الامن الاکفاء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عورتوں کا نکاح ان کے ولی کریں۔ (کیونکہ ناتجربہ کاری سے دھوکہ فریب نہ کھا جائیں) ان کا نکاح جہاں تک ممکن ہو کفوء میں کیا جائے (تاکہ باعث فتنہ وفساد نہ بنے)

حدیث مذکور پر تنقید اور اس کا جواب

حدیث مذکور کو صاحب ہدایہ اور دیگر فقہاکرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے کفاءت کے معتبر ہونے اور غیر کفوء میں عدم جواز نکاح کے لئے بطور دلیل ذکر کیا ہے۔ جب کہ بعض ناقدین حضرات نے حدیث مذکور کے متعلق اپنی آراء کا اظہار فرما کر یہ ثابت کرنے کی سعی لایعنی کی ہے کہ یہ حدیث قابل عمل نہیں ہو سکتی۔ حدیث نمبر۲ یا علی ثلاث لاتؤخرھا الصلوٰۃ اذا اتت والجنازۃ اذا اتت والایم اذا وجدت لہا کفو۔ اے علی تین چیزوں میں تاخیر مت کرنا۔ نماز کا وقت آجانے پر، جنازہ کے حاضر ہونے پر، تیسرے غیر شوہر والی عورت کے لئے جب کفو میسر ہو تو نکاح کرنے میں تاخیر نہ کرنا۔ حدیث نمبر۳ تخیروا لنطفکم فانکحوا الاکفاء وانکحوا الیھم۔ اس سے قبل بھی ان تین احادیث کو انکشاف الاسرار میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ لیکن بعض تحریرات ناقدانہ پر بحث کرنا ضروری ہے اس لئے تفصیلی تحریرات پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔
اوّلاً۔ حدیث اول جس کو صاحب ہدایہ اور دیگر فقہاکرام نے بطور استدلال پیش

کیا ہے۔ اتنے معتمد اور معتبر و مقتدر مصنفین اور فقہا کرام کے استدلال کو آج نصف صدی کا ناقد کس انداز میں اپنا تفوق علمی ثابت کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ جبکہ مصنف ہدایہ کی شخصیت اور ان کا تبحر علمی اور جس انداز فقیہانہ سے انہوں نے مسائل کا ذکر کیا ہے۔ آج تک خصوصیت کے ساتھ نشاندہی کرتے ہوئے یہ جسارت کرنا کہ صاحب ہدایہ اور دیگر فقہا کرام نے کفائت کے معتبر ہونے میں جو استدلال پیش کیا ہے وہ قابل قبول نہیں۔ کیونکہ علامہ ذہبی نے اس کے راوی حارث کو متہم قرار دیا ہے۔ دیگر اقوال کو بھی ضعف سے تعبیر کیا ہے۔ ناقد کبھی تو سرے سے کفو کا اعتبار کرتا ہے بلکہ کفائت کو غیر معتبر قرار دینے پر زور قلم چلتا ہے کبھی کفو میں فقہا حنفیہ کی رائے کو تحریر فرمایا جاتا ہے۔ علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں صحت نکاح کے لئے کفو کی شرط میں امام احمد سے مختلف روایات ملتی ہیں۔ ایک روایت میں جواز اور دوسری میں عدم جواز۔ نامعلوم کہ حضرت ناقد کا کس قول پر عمل ہے۔ معلوم تو ایسا ہی ہو رہا ہے کہ کفو کو غیر معتبر ہی قرار دیا جائے گا۔ کبھی مالکیہ کی رائے کا تذکرہ بطور استدلال اعتبار کفاۃ اور اگر حافظ ذیلعی کی بحث کا خلاصہ کہ اعتبار کفو کے سلسلہ میں حضرت علی رضؓ کا یہ اثر سند صحیح سے مروی ہے۔ حدیث مذکورہ کو حاکم نیشاپوری نے صحیح قرار دیا ہے۔ نیز تخیروا النطفکم کی حدیث کے متعلق جو تنقید کی گئی ہے اس حدیث کو حضرت عائشہ رضؓ نے روایت کیا ہے اس کے ضعف کے متعلق ناقد کی کیا رائے ہے۔ ذرا عقل سے کام لیں۔ شیخ الاسلام ملا برہان الدین کی تصنیف ہدایہ کی شرح فتح القدیر شیخ الاسلام کمال الدین محمد بن عبداللہؒ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان جز ثالث صفحہ ۱۸۵ میں فرماتے ہیں۔

تخیروا النطفکم وانکحوا الاکفاء مروی ذالک من حدیث عائشہ وانس وعمر من طرق الحدیدکا فوجب ارتفاعہ الی الحجیۃ بالحسن

لحصول الظن بصحته نیز مجمع الفوائد میں ہے لایضر اللین وبعد تقویۃ بعمل الامۃ۔ متعدد طرق سے حدیث کا مروی ہونا درجۂ حسن کو پہنچ چکا ہے۔ لہٰذا اس کے قابل عمل ہونے سے انکار صریح تعصب پر مبنی ہے۔ امام ترمذی کا روایت کرنا ما اراہ اسنادہ متصلاً کا یہ معنے نہیں کہ باقی محدثین کے نزدیک بھی یہ حدیث قابل عمل نہیں۔ صرف امام ترمذی کی اپنی رائے کا ذکر ہے۔ جبکہ حاکم نے اس کو روایت کرکے یہ کہا کہ امام بخاری اور مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا لیکن یہ حدیث صحیح ہے۔ ان پیش کردہ دلائل جو کہ بمنزلہ تار عنکبوت ہیں جن کا جواب بھی بحوالہ کتب پیش کیا گیا ہے۔ پھر بھی اس بات پر زور دینا کہ کفو کا کوئی اعتبار نہیں یہ بھی سوائے ہٹ دھرمی کے کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے وضاحت ہوچکی ہے کہ نکاح میں کفو کا اعتبار ضروری ہے۔ چنانچہ ہدایہ جلد ثانی کتاب النکاح فصل فی الکفاءۃ "الکفاءۃ معتبرۃ قال علیہ السلام قال لایزوج النساء الا الاولیاء ولا یزوجن الامن الاکفاء" ارشاد فرمایا کہ خبردار عورتوں کو تزویج نہ کریں مگر اولیاء اور نہ تزویج کریں مگر ہمسروں سے۔ معلوم ہوا کہ کفو معتبر ہے۔ ولان انتظام المصالح بین المتکافئین عادۃ۔ مصلحتوں کا حصول انتظام کی وجہ سے عادت کی رو سے دو ہمسروں میں ہی ہوتا ہے اور مقصود نکاح بھی مصلحتیں ہیں جو بدون ہمسری کے بجائے انتظام کے انتشار واختلاف میں بدل جاتی ہیں۔ لان الشریفۃ تابی ان تکون مستفرشۃ للخسیس فلابد من اعتبارھا۔ کیونکہ شریف عورت اس سے انکار کرتی ہے کہ خسیس مرد کی فراش بنے لہٰذا کفو کا اعتبار ضروری ہوا کہ مرد بھی شریف ہو۔ نیز فرمایا اذا زوجت المراۃ نفسہا من غیر کفو۔ جب عاقلہ بالغہ کسی غیر کفو میں بغیر اجازت ولی کے نکاح کرلے فللاولیاء ان یفرقوا

بينهما دفعًا لضرر العار عن انفسهم تو اولیاء کو دونوں میں جدائی کرنے کا حق پہنچتا ہے اپنے سے عار کے دفع کرنے کیلئے تاکہ ان کو طعنہ نہ دیا جائے غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کی وجہ عار ہے۔ یہ بات واضح ہو جانے کے بعد اب تردد باقی نہیں رہنا چاہیئے کہ کفوء کا اعتبار نہیں بلکہ غیر کفوء میں بوجہ وجود عار ناجائز ہوگا۔ نیز یہ قاعدہ جب عام اکفاء اور انساب پر حاوی ہے تو پھر دیکھنا یہ ہے کہ سیدہ فاطمیہ کا کفو غیر سید بن سکتا ہے۔ یہ عقلاً نقلاً درست اور صحیح نہیں۔ سیدہ فاطمیہ کا غیر سید کفوء نہیں بن سکتا جس کی تفصیل گزشتہ اوراق میں کر دی گئی ہے۔ لیکن بعض ماہرین قلم احل لکم ما وراء ذلکم کے استدلال سے سیدہ فاطمیہ کو بھی اس میں شامل فرما کر غیر سید کے ساتھ نکاح کے جواز پہ نازاں ہیں۔ حالانکہ اس "ما" میں اتنی تعمیم ثابت نہیں ہو سکتی کہ جتنا کہ ماہرین قلم کا خام خیال ہے بلکہ مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بالخصوص علامہ علاؤ الدین بغدادی المعروف بالخازن فرماتے ہیں اگرچہ ما قبل کی آیہ میں محرمات کا ذکر کیا گیا لکن دل الدلیل من السنة التحریم اصناف اخر سوىٰ ما ذکر من ذلك انه یحرم الجمع بین المرأة عمتها و بین المرأة و خالتها من ذالك المطلقة ثلاثا لا تحل له لزوجها الاول حتی تنکح زوجا غیره من ذالك النکاح المعتدة فلا تحل لزوج حتی تنقضی عدتها یعنی محرمات مذکورات کے علاوہ وہ احل لکم ما وراء ذلکم سے مذکورات مستثنیات ہیں جن سے نکاح جائز نہیں تو معلوم ہوا احل لکم میں بلا وجہ سیدہ کو شامل کرنا بیباکی، سینہ زوری اور عیاری ہوگی بلکہ "ما" مخصوص ہوگا نیز تفسیر جمل جلد اول صفحہ ۲۷۰ قوله ما وراء ذلکم عام مخصوص فقد دلت السنة علی تحریم اصناف اخر سوىٰ ذکرك فمن ذالك انه یحرم الجمع بین المرأة وعمتها (الخ) مفسرین کرام کے اقوال سے ثابت ہوا کہ آیت مبارکہ

ہیں "مالکی تحمیدا ایسے ہوشیار کے لئے بطور استدلال مفید نہیں ہوسکتی کیوں کہ مخصوص ہوگا۔

کیا تمام اکفاء فاطمیہ رضی اللہ عنہا کی اولاد پر محمول کی جاسکتی ہے۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ فاطمیہ حسنی حسینی کی اولاد کا ہم کفو۔ اور ہمسر کوئی نہیں ۔لہذا باقی اکفاء کو ان پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔کیونکہ اقوال فقہا کرام نے جو بحث جواز یا عدم جواز کی ہے اس سے فاطمیہ حسنیہ حسینیہ مستثنیٰ ہیں ۔ نہ کسی قول میں یہ ذکر ہے کہ فاطمیہ سیدہ کا نکاح غیر سید کے ساتھ جائز ہے۔البتہ بعض ناقدین حضرات قیاسات سے ظنی استنباط کی کوشش فرما کر اس ناجائز کو جائز قرار دینے میں مصروف ہیں ۔حالانکہ اقوال فقہا کرام اکثریہ ہوتے ہیں نہ کہ کلیہ

کفو میں نکاح کرنے کی حکمت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکی کے اولیاء کو حکم فرمایا کہ اس کی خیر خواہی کا ہر طرح خیال رکھیں۔ کفاءت کا اعتبار بھی اسی خیر خواہی کے حکم کی ایک جزو ہے۔ کیونکہ غیر کفو میں کر دینے سے جیسے لڑکی کو عار محسوس ہوتی ہے مقصد نکاح پورا نہیں ہوتا۔اور لڑکی کے لئے انس و محبت کی جگہ نفرت پیدا ہوسکتی ہے ۔ اسی طرح لڑکی کے اولیاء کے لئے بھی باعث ننگ و عار ہے۔ یہ فساد زمان ہے جس کی بناء پر عدم جواز کفو کا فتویٰ موجود ہے۔

جیسا کہ علامہ شامی باب الکفاۃ میں فرماتے ہیں اما علی روایۃ الحسن المختارۃ للفتوی من انہ لا یصلح شامی کی اس عبارت میں رضا ولی کی کوئی قید نہیں

نیز درمختار کے قول للزومہ والصحۃ کی تشریح فرماتے ہیں کہ نکاح جب کفو میں

ہوا تو لازم ہو گیا۔ دوسری روایت کے پیش نظر کفآت کا اعتبار نکاح کی صحت کے لئے ہے یعنی بدون کفاۃ کے نکاح صحیح نہیں اور یہ بات بھی قابل اعتماد ہے کہ غیر کفو سے مراد ادنیٰ ہونا ہے۔

سادات بنی فاطمہ اور اہل بیت کے فضائل مخصوصہ

مسند احمد اور مستدرک حاکم میں بروایت حضرت سور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا فاطمۃ

فاطمہ بضعتہ منی یقبضنی ما یقبضھا و یبسطنی
ما یبسطھا فان الانساب کلھا تنقطع یوم القیامہ
غیر نسبی و سببی و صھری۔

"فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے جس چیز سے اس کو انقباض ہو اس سے مجھے بھی انقباض و رنج ہوتا ہے۔ قیامت کے دن سارے انساب منقطع ہو جائیں گے کسی کو کسی کا نسبی تعلق کام نہیں آئے گا۔ مگر میرا تعلق نسب اور رشتہ داری اس وقت بھی کام آئے گا اور نفع دے گا" حضرت شریف سہودی رح اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ان کی جزو بدن ہے اور حضرت فاطمہ رض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جزو بدن تو تمام بنی فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جزو بدن تو تمام بنی فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجزائے بدن ہوئی اور یہ ان کے لئے انتہائی درجہ کی فضیلت و شرافت پر مبنی ہے۔ حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ سادات بنی فاطمہ رض کی فضیلت و شرافت محض دنیوی اعتبار سے نہیں بلکہ اخروی اعتبار سے بھی ان کو دوسروں پر فضیلت حاصل ہے اور قیامت کے دن اس نسب شریف سے نفع عظیم متوقع ہے۔

ناقدین نے حدیث کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرتؐ کا حضرت

سیدہ فاطمہؓ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے تمہیں نہیں بچا سکتا پیش کر کے سادات کی عظمت کے خلاف دلیل بنالی۔ حالانکہ بغیر اذن الٰہی نہیں بچا سکتا۔ لیکن زیادہ اقرب و اولیٰ یہ معنے ہیں کہ جو شخص میری اولاد میں سے ایمان نہ لائے میں اس کی سفارش نہ کرسکوں گا۔ عدم ایمان کو حضرت فاطمہؓ کی ذات پر چسپاں کرنا
(اس کی سفارش نہ کرسکوں گا۔ عدم ایمان کو حضرت فاطمہؓ کی ذات پر چسپان کرنا)
عجیب منطق ہے بلکہ عظیم جرأت ہے۔ بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حضرت ناقد نے تو صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ عظمتِ اہل بیت اطہار کوئی چیز نہیں۔ العیاذ باللہ اگر صرف حق گوئی اور جرأت مندی علم کی افزونی قلم کی روانی کا نام ہے کہ عام اکفاء کے معیار کو فاطمیہ کے معیار کے برابر رکھنا ہے تو پھر یہ علم ذریعہ نجات ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ سب کچھ ضیاع ایمان کی دلیل ہے۔ حفظ مراتب ایک اسلامی طریقہ ہے اس کو نظر انداز کرنا خدمتِ دین نہیں۔ اس ارشاد کا مقصد صرف یہ تھا کہ قریش اور بنی ہاشم شرافت نسب پر مطمئن ہو کر نہ بیٹھ جائیں۔ اور اعمال میں کوشش کرنا نہ چھوڑ دیں۔ اس ارشاد سے غرض قریش و بنی ہاشم اور بالخصوص حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو اس پر متنبہ کرنا مقصود تھا۔ کہ دونوں فضیلتوں کے جامع ہیں۔ فضیلت نسب اور فضیلت تقویٰ۔ وگرنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت نسب دنیا و دین کے نفع سے خالی نہیں۔ روح المعانی تحت آیہ کریمہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ آنحضرت نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا۔ ماحال رجال ان رحم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنفع یوم القیامۃ بلیٰ واللہ ان رحمی موصولۃٌ فی الدنیا والاخرۃ وانی یا ایہا الناس فرط لکم علی الحوض اخرجہ الامام احمد والحاکم فی صحیحہ والبیہقی عن ابی سعید واخرج البزاز والطبرانی فی حدیث

طویل انہ العلم الظاہرہ فی النسب الطاہر للعلامہ ابن عابدین الشامی
مدہ نیز ارشاد فرمایا جس کو دیلمی نے بروایت عبدالرحمٰن بن عوف
رضی اللہ عنہ نقل کیا۔ تصنیف مذکور میں اوصیکم بعترتی خیرا وان موعدہم
الحوض۔ میں اپنی اولاد میں حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں اور یہ کہ وہ حوض پر
مجھ سے ملیں گے اور کسی سینہ زور کا تحریر کرنا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ میری امت کے لوگوں سے بنو ہاشم افضل نہیں اور نہ ہی قریش افضل ہیں۔
اور نہ ہی انصار افضل ہیں (الخ) مقام فکر و تدبر ہے کہ حدیث میں تو یہ وضاحت
ہے۔ انی اصطفے کنانہ من ولد اسماعیل اصطفے قریشاً من کنانہ واصطفا
من قریش بنی ہاشم واصطفانی من بنی ہاشم۔ العلم الظاہر فی نفع النسب
الطاہر للعلامۃ ابن عابدین شامی بحوالہ طبرانی۔ دار قطنی کتاب الفردوس
حدیث مذکور ہے۔ تحریر کردہ احادیث کفو کے متعلق جن پر قدح کی گئی ہے اس کا
جواب بھی دیا جا چکا ہے۔ ان کے راوی سب ثقات ہیں۔ علامہ ابن جوزی نے بھی
اسی کو اختیار کیا ہے۔ مقام افسوس ہے کہ زور قلم سے یہ امر فرمانا کہ بنو ہاشم امت سے
افضل نہیں۔ حدیث ان اللہ اصطفیٰ کو نظر انداز کر کے اپنا مقصد نکالنے کے لئے
اتنا زور لگانے سے کیا فائدہ ہے۔ اس سے تو ناقدین کی اپنی تحریر میں تضاد ثابت
ہوتا ہے۔ ہاں صرف یہ ٹھیکہ لینا کہ اہل بیت اطہار اور اولاد فاطمہ کی کوئی حیثیت
نہیں۔ تو ناقدین کے کسی قول پر بحث کرنا تضیع وقت ہے کیونکہ نظریہ یہ کہ
سب برابر ہیں۔ حالانکہ سب برابر نہیں ہیں۔

قرآن۔ حدیث اور اقوال فقہا سے ثابت ہے کہ فاطمیہ سیدہ تمام اکفا سے
مستثنیٰ ہے پھر بار بار یہ رائے ناتواں سے فلاں کا عقد غیر کفو میں کیا گیا لہٰذا
غیر کفو میں نکاح جائز ہے دلیل پیش کی جاتی ہے کہ غیر کفو میں اولیاء نکاح کر کے

نہیں دیتے تو لڑکی اپنی مرضی سے نکاح کر لیتی ہے جس سے فتنہ، قتل و غارت پیدا ہوتا ہے لہٰذا غیر کفوء میں نکاح کر دینا چاہیئے۔ حالانکہ فقہا کرام نے غیر کفوء میں نکاح کے عدم جواز کا فتویٰ اسی لئے دیا ہے کہ اولیاء عار سمجھتے ہیں اور غیر کفوء میں نکاح کر دینے سے فساد پیدا ہوتا ہے لہٰذا اس بناء پر عدم جواز کا فتویٰ ہے لیکن قربان جاؤں اور یہ کہنا کہ غیر کفوء میں نکاح کر دیا کرو تاکہ لڑکی کے نکاح کے بعد اولیاء عار کی وجہ سے فساد نہ کریں۔ ایک صریحاً حدیث کی مخالفت دوسرا اقوال فقہا کے خلاف عمل کرنے کی تلقین اور کوشش بھی زور قلم کا نتیجہ ہے۔ جب دیوار کی پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھی جائے ظاہر ہے کہ ساری دیوار ہی ٹیڑھی ہوگی۔ لیکن بعض حضرات بڑی بیباکی سے اپنی رائے مسلط کرنے میں مصروف ہیں۔ مقام افسوس ہے کہ یہ کہنا کہ سید عام مسلمانوں کی لڑکیوں سے نکاح کرنا تو جائز سمجھتا ہے اور اپنی لڑکی سیدہ (العیاذ باللہ) کا نکاح عام مسلمانوں سے کرنا ناجائز سمجھتا ہے۔ جملہ قابل غور ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ قضیہ نہایت ہی عجب ہے کہ تمام دینی نظریات پر پانی پھیرنے والا (العیاذ باللہ) عام مرد ہو یا خاص سید ہو۔ لان الزوج مستفرش فلا تغیظہ دنائۃ فراش۔ شوہر فراش بنانے والا ہے اس کو فراش کا کمینہ اور کمتر ہونا غیض میں نہیں لائے گا شریفہ عورت اس سے انکار کرتی ہے کہ کمینہ مرد کی فراش بنے۔ سید کے لئے عام مسلمان لڑکیوں سے نکاح کرنا اس لئے جائز ہے کہ سید فی نفسہ شریف اور اعلیٰ نسب ہے۔ اس سے عام لڑکیوں کو مفروش بننے میں کوئی عار تصور نہیں کرنی چاہیئے۔ برعکس سیدہ کا (العیاذ باللہ) ایک عام مرد کے لئے مفروشہ بنانا باعث عار ہے۔ اور ذلت کا سبب ہے۔ اسی بناء پر سیدہ کا نکاح غیر سید سے حرام ہے۔ کیونکہ اس میں اذلال اور اہانتِ اہل بیت رسول ﷺ۔ اذیت اور اہانت

اولادِ رسول اور باعثِ اذیت رسولؐ ہوگی اور ایذائے رسول حرام ہے۔ لہٰذا اس کا نکاح کرنا بھی حرام ہوگا۔ اسی بناء پر علامہ فخرالدین رازی نے فرمایا کہ امہات سے نکاح کی حرمت اذلال اور اہانت کی وجہ سے ہے لہٰذا اذلال اور اہانت باعث حرمت ہے۔ لہٰذا سیدہ کے نکاح کو غیر سید سے حرام قرار دینا قرآن وسنت کے عین مطابق ہے اور اس کا منکر درحقیقت ایذاء رسولؐ کو جائز وحلال سمجھتا ہے۔ کیونکہ اس انداز سے کسی ناجائز کام کو جائز قرار دینے کے لیے یعنی سیدؑ کے نکاح کو غیر سید کے ساتھ جائز قرار دینے کے لیے اتنی سعی کرنا نامعلوم کس بناء پر ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی سعی وکوشش سے محفوظ رکھے۔ جو اہل بیت اطہار کی توہین کا سبب بنے۔ یہ خدمت دین کی نہیں۔ تو پھر دعویٰ محبت نبویہ بلا دلیل ہوگا۔ محدثین کرام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح کے بارے میں جو ابوجہل کی بیٹی سے متعلق ہے تحقیق فرمائی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس نکاح کی اجازت کیوں مرحمت نہیں فرمائی۔ محض اس وجہ سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آنحضرت نہایت محبت اور شفقت فرماتے۔ اس نکاح سے حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ کو رنج ہوتا اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ کی تکلیف سے حضور کو ایذا پہنچتی۔ جس کا سبب نکاح کرنا تھا۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو روکا تاکہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ کو اذیت نہ پہنچے۔ ان کی اذیت سے حضور کو تکلیف ہوگی اور ایذاء رسول کا جو حکم ہے وہ قرآن میں موجود ہے اگر علی رضؓ کو دوسرا نکاح کرنے سے روکنے کا سبب بھی اذیت رسول بنتی ہے۔ جو کہ امر جائز تھا اس کا کرنا جائز نہیں تو پھر وارے جاؤں سیدہ سے غیر سید کا نکاح کرنے سے ایذاء رسول نہیں ہوگی تو اور کیا ہوگا۔ ذرا انصاف کرنا چاہیئے۔ اور یہ کہنا کہ نکاح کی تحریم پر قرآن مجید یا حدیث متواتر پر کوئی نص صریح نہیں۔ البتہ اگر کوئی اس فعل

قبیح کو جائز سمجھے (العیاذ باللہ)

چہ دلاور است و زدکہ بکف چراغ دارد

ایذائے رسول سے انسان مسلمان نہیں رہتا۔ سیدہ کا نکاح غیر سید سے ہر طرح اقلال اور اہانت رسول ہے۔ غیر سید کے لئے اولاد رسول کو مفروشہ بنانا چہ جائیکہ تصور کرنا بھی حرام ہے۔ رہا اس پر اصرار کہ ولی کی اجازت سے غیر سید کے ساتھ نکاح جائز ہے کے پیش نظر اس ملک میں سید کا صرف اولاد فاطمیہ پر اطلاق ہوتا ہے جو کہ فساد و زمان اور باعث ننگ ہونے کے ولی کی اجازت سے بھی جائز نہیں کیونکہ ایک ولی اگر اجازت دے تو بھی اہل سادات کے لئے باعث عار ہے۔ جو کہ سراسر فساد ہے۔ لہذا اس نکاح کو جائز سمجھنا اور قرار دینا بموجب فتنہ و فتنہ وفساد ہے۔ جو کہ مسلمانوں میں منافرت اور مناقشت پیدا کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں جبکہ رسم المفتی میں بھی موجود ہے کہ اگر کسی جائز کام کے ہونے پر فساد ہونے کا امکان ہو تو پھر اس کے جواز پر فتویٰ دینا جائز نہیں۔ ان تمام حدود سے پھلانگ کر صرف لاتسلم کی رٹ لگنے سے دین کی خدمت نہیں۔ علمائے کرام سے بصد ادب و احترام التماس ہے کہ براہ کرم اس عظیم مسئلہ میں ایسے سینہ زوروں اور جارح کی حوصلہ افزائی کرنے سے اجتناب فرمائیں۔ تاکہ خوارج کے عقائد باطلہ پروان نہ چڑھ سکیں۔ بہر حال قلم سے لکھ دینا اور بے لگام زبان سے یہ کہہ دینا کہ سید عام مسلمانوں سے اپنی لڑکیوں کا نکاح کیوں ناجائز کہتے ہیں۔ یہ جملہ نہایت ہی سفاکانہ اور بیباکانہ ہے۔ اہل بیت مصطفیٰ کا مقام قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔ اور امتیاز بھی حاصل ہے۔ بالخصوص حضرت فاطمۃ الزہرا ؓ کی فضیلت جس کا تذکرہ سابقہ اوراق میں کیا گیا ہے۔ اس فضیلت کا منکر سراسر قرآن کا منکر کہلائے گا۔ سید کی ابتداء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہے

گویا کہ اولادِ فاطمہؓ کو عام مسلمانوں کی طرح تصور کرنا یہ بھی ایک علمی مظاہرہ ہے جبکہ عام مسلمانوں کو ایک کو دوسرے پر بعض بعض امور میں فضیلت حاصل ہے۔ اشرف الانساب کو عام میں داخل کرنا عجیب منطق ہے۔ یہ اس لئے چونکہ ذہن صرف اس بات پر چمٹا ہوا ہے کہ "ما" کی عمومیت میں ہر کسی کو داخل کر کے اپنا مقصد ثابت کرنا ہے۔ لہٰذا سید کو بھی عام تصور کرنے کی ایک کوشش ہے۔ یہ تو اس طرح کہ ایک فرقہ آنحضرت کو محض بشر کہنے کے درپے ہے اور وہ عوام کو دھوکہ دینے کے لئے یہ انداز پیش کرتا ہے کہ انسانیت کا کتنا بلند مقام ہے۔ لیکن بعض لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر نہیں مانتے (العیاذ باللہ) بشر ماننے سے رسالتمآب کی توہین ہے۔ یعنی حضور کو انسانیت سے خارج کرتے ہیں اور یہ تو عرف عام میں بمنزلہ گالی کے ہے۔ کیا تم انسان نہیں ہو۔ اس انداز گستاخانہ سے اپنی مطلب برآری کے لئے ایسی مثالیں پیش کر کے عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں۔ اسی طرح عوام کو یہ کہنا کہ سید اپنے آپ کو العیاذ باللہ مسلمانوں میں شمار نہیں کرتے۔ ایسی روباہی چالوں سے عوام کے نظریات پر ڈاکہ ڈال کر توہین اہل بیت اطہار کا ارتکاب کیا جائے واقعی کسی اسلام کے خادم اور اہل بیت اطہار کے جارح کو یہی دین کی خدمت نظر آتی ہے اور واشگاف الفاظ میں اعلانیہ اس نکاح کو جائز سمجھنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ خاکش بدہن بقول کسے سید اپنی لڑکیاں عام مسلمانوں کو دینا ناجائز سمجھتے ہیں اور یہ بالکل صحیح ہے۔ تو عمومیت مسلمانوں میں شامل ہونے والے بزرگ حضرات بطور سخاوت اپنی لڑکیاں عام مسلمانوں کے حوالہ کر دیں تا کہ اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر سکیں۔ خدا کے لئے علم کا مقصد ادب، تواضع، اتباع سلف صالحین ہے نہ کہ قرآن کی آیات کے معانی میں تفسیر بالرائے۔ احادیث پر اعتراض۔ اقوال فقہا پر تنقید کی بوچھاڑ

کرکے اپنا لایعنی مقصد جس سے خسر الدنیا والآخرہ کے بغیر کچھ بھی حاصل نہیں۔
فافهمو وتفکرو تدبروا لکنت من المتدبرین والا فافعل ماشئت۔

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه ارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وعلی اٰله واصحابه اجمعین

معترضین حضرات کا قبلہ عالم قدس سرہٗ و نوراللہ مرقدہٗ کے فتویٰ سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ حضرت قدس سرہٗ کے پاس سید ہ کے غیر کفو میں مطلقاً نکاح کے منعقد نہ ہونے پر کوئی نص قرآنی یا حدیث صحیح ہوتی تو آپ پہلے اس کے عدم جواز کو آیت قرآنی سے ثابت کرتے جو فقہا کرام کا طریقہ اور اصول فتویٰ ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کا جواب تحریر کرنے سے قبل قرآنی آیات سے مودت اور حب اہل بیت کا ذکر فرمایا اور حدیث مبارکہ سے بھی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل تحریر فرمائی جس سے واضح ہوتا ہے کہ باقی اکفاء، اور سادات میں امتیازی حیثیت کو نمایاں کرنا مقصود تھا۔ وگرنہ صرف اتنا تحریر فرما دینا ہی کافی تھا کہ نکاح جائز نہیں۔ لیکن آپ کا استدلال بالقرآن والحدیث اس پر دال ہے کہ اشراف انساب نسب مصطفویہ ہے جس کا ادب و احترام مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اطلاق کو مقید نہیں کیا جا سکتا۔ اور خصوصاً مناکحت کے موقع پر کفو کا اعتبار بھی لازمی ہے۔ کیونکہ مقصد نکاح کی تکمیل اسی صورت میں ممکن ہے جب باہمی کفو ہو گی۔ اسی لئے حضرت علیؓ کو آنحضرت نے حکم دیا۔ یا علی والایم اذا وجدت کفواً تین چیزوں کا حکم فرمایا۔ بلا شوہر کا نکاح اس وقت کرنا جب کفو میسر ہو۔ اگرچہ یہ حدیث گزشتہ اوراق میں ذکر کی گئی ہے لیکن موقع کی مناسبت کی وجہ سے اس سوال کا جواب کہ غیر کفو میں عدم جواز نکاح کا ثبوت حدیث سے نہیں للنا یہ دعویٰ صحیح نہیں۔ حدیث کی رو سے نکاح تب

منعقد ہو گا کہ کفو ہو اگر کفو نہیں تو نکاح کا انعقاد بھی نہیں۔ حدیث کے پہلے الفاظ جب نماز کا وقت آئے تو تاخیر نہ کرنا۔ جنازہ آجائے تب بھی تاخیر نہ کرنا، اسی طرح کفو ہو تو پھر تاخیر نہ کرنا جس طرح وقت کے بغیر نماز اور جنازہ کے بغیر ادائیگی صحیح نہیں اسی طرح کفو کے بغیر نکاح بھی صحیح نہیں۔ حضرت کے جواب کی جامعیت اور مانعیت قابل استدلال ہے۔ عدم جواز پر قرآنی آیت اور پیش کردہ حدیث وال ہے۔ رہا ماتحن فیہ مسئلہ میں حضرت زینبؓ کے نکاح اور حضرت عثمان کے نکاح کے جواز پر بطور دلیل پیش کرنا صحیح نہیں۔ کیونکہ شارع علیہ السلام کی خصوصیات ہیں اور خصوصیات کو عمومیات پر محمول کرنا صرف سینہ زوری ہے۔ کیا یہ ثابت کرنا بھی ضروری ہے کہ سید کا نکاح غیر سید سے جائز ہے۔ اگر یہ قاعدہ منطبق کرنا ہے تو پہلے سادات کے مقام کو عوام کے مقام کے مساوی تسلیم کرنا پڑے گا۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے تو پھر کسی پر شکوہ نہیں۔ کیونکہ انکار نص قطعی کا اور انکار احادیث نبویہ کا لازم آئے گا جس سے ایمان کا بقا رنظر نہیں آسکتا اور یہ کہنا کہ حضور اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سیدہ کے غیر کفو میں عدم جواز نکاح کی کوئی قوی دلیل ہوتی تو کیونکر اسے ظاہر نہ کرتے۔ اولاً یہ تصور کرنا کہ حضرت کے پاس کوئی دلیل قوی نہیں یہ جملہ بھی انتہا درجہ تک ورطۂ حیرت میں ڈالنے والا ہے جبکہ حضور اعلیٰ قولاً فعلاً تحریراً اس پر کار فرما رہے اور تاکید بھی فرماتے رہے۔ تو کیا آپ کا ایسا کرنا بلا دلیل تھا۔ نہیں نہیں ہر گز نہیں عقل اور نقل کے خلاف ہے بلکہ ایسے نکاح کو آپ نے زنا سے تعبیر فرمایا اگر دلیل نہ ہوتی تو آپ ایسے فعل شنیع سے منسوب نہ فرماتے۔ آپ کا یہ فرمانا بلا دلیل نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی تسلیم نہ کرے تو اسے یہ کہنے کا کوئی حق بھی نہیں پہنچتا کہ اپنی رائے کو اس حد تک ترجیح دینے کی کوشش کرے کہ بزرگوں کے قول و

فعل پر اعتراض کرنا شروع کردے۔ خطائے بزرگاں گرفتن خطا است۔ یہ جملہ بھی فقیر کی قلم سے بجائے ضرورت لکھا گیا۔ ورنہ کوئی خطا کا شائبہ تک نہیں سیدہ کا نکاح آپ نے قرآن کی آیت اور حدیث نبوی سے اس کو ناجائز قرار دیا۔ صرف یہ ہی نہیں کہ اس سے اہل بیت کی شان ثابت کرنا مقصود تھا بلکہ بتانا مقصود تھا جب اہل بیت کا مقام اتنا اعلیٰ وارفع ہے تو پھر باہمی کفو۔ نہ ہونے کی وجہ سے نکاح بھی جائز نہیں۔ جواز نکاح کے سلسلہ میں حدیث کا حوالہ دینا کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے التجا کی کہ امت میں سے جس فرد کے ہاں میری شادی ہو اور جس کے میرے ہاں شادی ہو وہ جنت میں میرا رفیق ہو۔ پس میرے رب نے میری اس التجا کو قبول فرمایا۔

علامہ ابن حجر الہیتمی مکی نے بحوالہ طبرانی اور حاکم کی نقل کردہ حدیث کا ترجمہ لکھا ہے۔ حدیث کے الفاظ قال سئلت ربی الا اتزوج الیٰ احد من امتی (الخ) یعنی میں نے اپنے رب سے التجا کی اپنی امت میں سے جس فرد کے ہاں میری شادی ہو اور جس کے ہاں میری شادی ہو وہ جنت میں میرا رفیق ہو میں لعینہ حدیث کے الفاظ من امتی یعنی امت کے ہاں میری شادی ہو یا میرے ہاں کسی ایک کی ہو۔ تو گویا حضور نے کسی ایک کے لئے دعا فرمائی جو دعا قبول بھی ہوئی۔ جن کے ہاں سے حضور کی شادی ہوئی اور جن کی شادی حضور کے ہاں سے ہوئی وہ یقیناً رفیق جنت بھی ہوئے۔ ابو بکر صدیق اور علی المرتضیٰ۔ اس میں کوئی شبہ نہیں اگر اس سے یہ ثابت کرنا ہے کہ میں ہر امتی کے ہاں شادی کروں تو پھر جائز ہے کیونکہ حضور کو اختیار ہے لیکن یہ معنی کرنا کہ میرے ہاں ہر امتی شادی کرے تو پھر العیاذ باللہ۔ مقام فکر و تدبر ہے۔ یہ سوچنا بھی کفر ہے۔ اس حدیث سے استدلال

کرنا کہ سیدہ کا نکاح غیر کفو میں جائز ہے۔ نہایت بے ربط دلیل اور غیر اخلاقی تحریر جس پہ نظرِ ثانی کی ضرورت ہے۔ (العیاذ باللہ)

حضرت علیؓ کی شادی ہوئی تو دنیا میں کامیابی اور آخرت میں کامیابی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاں سے شادی کی گئی ان کو بھی رفاقت دارین نصیب ہوئی۔ حضرت علیؓ کا ابوجہل کی بیٹی سے عقد کرنا جواز کی دلیل ٹھہرانا عجیب رنگِ زمانہ ہے اور عجب اس کی روانی ہے۔ اگر غیر کفو میں نکاح جائز نہ ہوتا تو باب علم جیسی شخصیت سے ایسا سوچنے کی توقع بھی نہیں کی جا سکتی۔ بہرحال اس واقعہ میں بھی جوازِ نکاح کا پہلو موجود تھا۔ حضرت علیؓ ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتے۔ کاش معترضین یہ مسئلہ بھی یاد نہ رکھ سکے کہ مرد کا افضل ہونا ضروری ہے آپ کے لئے عدمِ جوازِ نکاح کون سی شے مانع تھی۔ جبکہ ابوجہل کی بیٹی نکاح کے بعد مفروشہ ہوتی۔ اس کے لئے کون سی شے باعثِ عار بن سکتی تھی۔ لہذا ہر وہ چیز جو مباح بھی ہو اور اس سے ایذاء رسول ثابت ہو تو وہ بھی جائز نہیں علی المرتضیٰ کے نکاح سے حضور کو ایذا پہنچتی اس وجہ سے آپ نے علی المرتضیٰ کو نکاح سے منع فرمادیا۔ اس کی دو وجوہات تھیں۔ یعنی حضرت علیؓ نکاح کرتے تو حضرت فاطمۃ الزہرارضؓ کو ایذاء ہوتی اور حضرت فاطمہؓ کی ایذا سے رسول خدا کو ایذا ہوتی۔ لہذا اس سے بچنے کے لئے حضرت علیؓ کو نکاح سے منع کیا گیا۔ دوسری وجہ یہ بھی حضرت فاطمہ کی غیرت کی وجہ سے خوف فتنہ تھا۔ اس فتنہ کو فرو کرنے کے لئے منع فرمایا۔ حدیث مقدسہ کی روشنی سے ثابت ہوا کہ مباح اور جائز کام کی وجہ سے اگر ایذائے رسول ہو تو اس کا کرنا ناجائز ہے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔

حضرت قبلہ عالمؒ نے مقام اہل بیت کا قرآن مجید سے ثابت کر دیا کہ سادات کی کفو غیر سادات نہیں۔ نیز حضورؐ کا ارشاد کہ عورتوں کی تزویج نہ کی جائے مگر اکفاء میں

الحدیث البیہقی۔

سوال : ولی اگر نکاح غیر کفو میں کرے تو نکاح جائز ہے کیا ؟

جواب : کیا تمام اکفاء سادات کے ہمسر ہیں۔ کیا سادات کی خصوصیت ہے اور اگر ہاں ہے تو پھر اس مسئلہ کو غیر سادات پر کیوں محمول کیا جائے۔ اگر یہ کہا جائے سیدہ فاطمہؓ کی فضیلت تو ہے لیکن احکامات سے مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا جواب صاف ہے اگر فضیلت کا اقرار ہے تو پھر مسئلہ مذکورہ کے ارتکاب کی وجہ سے تنقیص شان لازم آتی ہے۔ جبکہ سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا نے اپنی تدفین کے متعلق عدم اطلاعِ عام اور رات میں دفن کرنے کی وصیت فرمائی۔ اجلہ صحابہ کرام کے جنازہ میں حاضر ہونے کو پسند نہ فرمایا۔ تو یہ صرف اپنی غیرتِ ستر کی وجہ سے تھا۔ جب اپنی ذات مقدس کے ستر کی حفاظت کی اتنی تلقین تھی تو حضرت فاطمہؓ اپنی اولاد کو غیر کفو میں مفروشہ بنانا کب گوارا فرما سکتی ہیں۔ یہ سراسر توہین اور تنقیص ہے حضرت سیدۃ النساء کے حق میں اگر کوئی ولی اپنا حق ساقط بھی کرتا ہے تو اسے سیدۃ النساء کے حق کے اسقاط کا کوئی اختیار نہیں۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے حضرت فاطمہؓ کا حق مقدم اور باقی ہے۔

سوال : نیز یہ کہنا کہ کوئی سید خانوادہ اپنی بیٹی کا نکاح غیر کفو میں نہ کرے تو یہ اس کی مرضی جس کا اس کو اختیار ہے مگر یہ سوچ کر کہ ہم سب سے افضل ہیں اس لئے کسی غیر افضل کفو میں نکاح ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ از روئے شریعت حرام ہے اور یہ انتہائی کم علمی ہو گی۔ بلکہ ایسا سوچنا بھی شریعت مطہرہ سے تمسخر کے مترادف ہے۔

جواب : قائل کا یہ قول ہرگز صحیح نہیں۔

کیونکہ اگر کوئی سید خانوادہ اپنی بیٹی کا نکاح غیر کفو میں نہیں کرتا تو ایسا کرنا شریعت مطہرہ کے عین مطابق اور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل ہے۔ کیونکہ ارشاد گرامی ہے کہ اپنی لڑکیوں کو غیر اکفاء میں نہ دو۔ اس سے

کبر اور نخوت نہیں بلکہ حدیث نبوی پہ عمل ہے۔ برعکس اس کے کہ اگر اولیاء کے متعلق یہ فتویٰ صادر کر دیا جائے کہ وہ سیدہ بیٹیوں کو ضرور ہی غیر سادات میں نکاح کرے تو یہ سراسر قرآن و حدیث کی خلاف ورزی ہوگی۔ غیر کفو میں عدم انعقاد کا دارومدار بصورت عدم رضا اولیاء تنقیص اور عار اولیاء قرار دیا گیا ہے۔ اولیاء کی عار اور تنقیص کی وجہ سے نکاح کے عدم انعقاد کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔ تو تنقیص رسول اور سیدۃ النساء کو ملحوظ نہ رکھنا عجیب فلسفہ ہے۔ دلیل قبل بھی دی جا چکی ہے۔ واقعہ نکاح دختر ابو جہل (الخ) عرف عام کے مطابق

بھی سیدہ کے نکاح کو غیر سید کے ساتھ معیوب سمجھا جاتا ہے جس سے خوف فساد و زمان کا تحقق بھی ہے۔ لہذا ایسے امر کے لئے بطور جواز جس سے فتنہ فساد اور افتراق بین المسلمین کا وقوع ہو اجتناب لازمی ہے۔ نیز کوئی ایک ولی اپنا اختیار استعمال کرتا ہے تو سوء الاختیار کا وقوع ہوگا۔ اگر کسی مصلحت وقتی یا حماقت کی وجہ سے نکاح کر دے ایسا کرنے سے سوء اختیار معروف اور غیر مشتبہ ہوگا۔ کیونکہ اس نے خاندان کی عار اور مصالح کو نظر انداز کر دیا حتیٰ لو عرف من الاب سوء الاختیار لسفهه او لطمعه لا یجوز عقده اجماعاً شامی جلد ۲ صفحہ ۴۱۸۔

سوال: حضور اعلیٰؒ کے فتویٰ سے عدم جواز نکاح غیر کفو ثابت نہیں ہے

جواب: یہ کہنا نہایت ہی دلیری اور عجلت کاری سے کام لینے پہ مبنی ہے۔

کیونکہ آپ کے فتویٰ سے وضاحت ہوتی ہے کہ سیدہ کا نکاح غیر سید سے جائز نہیں رہا۔ بار بار رضا ولی کی قید کا تذکرہ کرکے جواز کا ثبوت مہیا کیا جاتا ہے۔ اگر فتویٰ ہی کو دلیل کے طور پر پیش کرکے جواز ثابت کرنا ہے۔ تو پھر حضور اعلیٰ کا جواب میں رضا ولی کی قید کا ذکر نہ کرنا ہی عدم جواز کی دلیل ہے۔ نیز بعض حوالہ جات سے مطلق سیدہ اور غیر سید کا آپس میں نکاح کرنے پر تبصرہ کیا گیا جس کو پڑھ کر حیرت کی انتہا باقی نہ رہی۔ سید مرد اگر غیر سیدہ سے نکاح کرے تو اس میں کیا قباحت ہے۔ لیکن ان عبارات سے تو عجیب ہی طرز بیانی نمودار ہوتی ہے۔ درحقیقت سیدہ کو غیر سید کا مفروشہ بنانا ہی توہین رسالتؐ ہے۔ جو کہ ہر ایماندار اور باشعور منصف مزاج اور حقیقت پسند محسوس کرتا ہے۔ عورت کے نکاح میں آنے کے بعد تعظیم سادات کس طرح ممکن ہے جس پر بار بار زور دے کر اس فعل کو شریعت مطہرہ کا حصہ قرار دیا جاتا ہے (العیاذ باللہ) اور یہ کہنا کہ سیدہ کا نکاح غیر سید سے جائز نہیں ہے۔ تو شریعت کی مخالفت لازم آئے گی یہ قول ہرگز صحیح نہیں۔ شریعت آئین مصطفیٰ کا نام ہے اور صاحب آئین کی تنقیص اور توہین کا سبب بنے تو پھر شریعت اسلامی کا نام بدنام نہ کیا جائے۔ بلکہ کسی خاص مقصد اور غرض کے لئے اس مسئلہ کو منظر عام پر لا کر اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلوب کو رنجیدہ کیا جا رہا ہے۔ نیز اس بات کو بھی ملحوظ رکھنا ہوگا کہ رضا ولی کے ساتھ غیر کفوء میں نکاح کے جواز کو دلیل بنا کر سیدہ کے نکاح کو غیر سید کے ساتھ ضم کرنا نہایت ہی سوء ادبی اور قرآن و حدیث کے احکامات سے انحراف ہوگا۔

دیگر اولیاء تو بجائے خود اگر باپ کے متعلق یہ ثابت ہو جائے کہ باپ نے اپنی لڑکی کے مصالح پر نظر کئے بغیر کسی لالچ یا اپنے نفع کے لئے نکاح کر دیا تو باپ کا سوء اختیار

معروف اور غیر مشتبہ ہونے کی صورت میں یہ نکاح صغیرہ جو باپ نے کیا ہو یہ بھی ناجائز ہے۔ فقہا کرام کے نزدیک باپ دادا کے متعلق نابالغہ کے نکاح میں ترک شفقت اور مسامحت یقینی ہوگا تو اس کا کیا ہوا نکاح بھی لازم نہ ہوگا۔ اس جزیہ کے پیش نظر اگر کوئی سیدہ کا ولی نکاح کریگا تو ظاہر ہے اس کی سفاہت اور لالچ پر مبنی ہوگا کیونکہ اس نے مستقبل کے مصالح کو نظر انداز کیا جو کہ لڑکی کے حق میں مفید نہیں ہو سکتے غیر کفو میں باعث عار اور عرف میں باعث ننگ ہے۔ لہذا یہ نکاح بنیادی طور پر منعقد نہیں ہوگا۔

فقہا کرام کے اقوال اور معمولات اکثر یہ ہیں۔ لہذا عظمت اسلام کے لئے قرآن اور صاحب قرآن کے نام پر اپیل کی جاتی ہے کہ اس عقیدہ باطلہ کے فروغ دینے کی سعی لایعنی سے اجتناب کیا جائے گا تاکہ فلاح دارین کا موجب بن سکے۔ حضرت کے فتوی سے ثابت کرنا کہ آپ نے غیر مسترضی کی شرط رکھی ہے یعنی بغیر رضا ولی کے نکاح کے عدم جواز کا فتویٰ دیا۔ اگر ولی کی عدم رضا کے پیش نظر یہ فتویٰ دینا مقصود ہوتا تو پھر آیہ مبارکہ اور حدیث متبرکہ کو پیش نہ فرماتے صرف اتنا ہی کافی تھا کہ نکاح جائز نہیں۔ لیکن آپ کی تحریر اس بات پر دال ہے کہ عام لوگوں کے نکاح کے لئے غیر کفو میں رضا ولی کا ہونا صرف اس بنا پر کہ اولیاء کے لئے عار ہے۔ اگر عار ہی عدم نکاح کے انعقاد کا سبب ہے تو پھر سیدہ کا نکاح غیر سید سے کر دینا بطریق اولی باعث ننگ و عار ہوگا۔

خلاصۃ الکلام لبلوغ المرام

بحمد اللہ تعالی وبفضلہ فقیر بندہ ناچیز خاکپائے علمائے حق المتمسک باذیال الاولیاء ربانی المعروف محمد اسرار الحق حقانی نے ایک رسالہ انکشاف الاسرار فی تعظیم آل النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم بسلسلہ عدم جواز مناکحت بین السید وغیر السید تحریر کیا اور وہ منظر عام پہ آیا۔ قرآن واحادیث نبویہ اور اقوال فقہا کرام رحمہم اللہ اجمعین درج کئے گئے۔ اصلی مقصد کو ثابت کرنے کے پیش نظر اختصار پر اکتفا کیا گیا جس کو ہر طبقہ فکر میں مقبولیت حاصل ہوئی۔ کیونکہ دنیائے اسلام عظیم المرتبت صاحب نقابت شرافت۔ صداقت۔ امامت۔ عمدۃ الاصفیاء ممدوح الاولیاء۔ منبع صدق وصفا۔ محور جود وسخا۔ مرکز مہر ووفا۔ محبوب رب العلی اعلی حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب واقف اسرار جلی وخفی فاتح قادیانیت۔ قاطع نجدیت کے فرزند عظیم مجسمہ شرافت۔ محور سخاوت سجادہ نشین گولڑہ شریف قبلہ خواجہ حضرت پیر سید غلام محی الدین شاہ صاحب گیلانی الحسنی والحسینی افاض اللہ تعالی فیوضاۃ الی یوم الدین المعروف بہ قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندان محترم عالی مرتبت عظیم البرکت حضرت قبلہ خواجہ پیر سید صاحبزادہ غلام معین الدین شاہ صاحب الگیلانی اور سرمایہ دین وملت حضرت پیر سید شاہ عبد الحق شاہ صاحب الگیلانی مدظلہما اللہ تعالی نے نظر

تحسین سے ملاحظہ فرمایا اور صرف حوصلہ افزائی ہی نہیں فرمائی بلکہ دعاؤں سے بھی نوازا۔ کہ یہ میری آخرت و عاقبت میں نجات کا ذریعے بنیں۔

زانکہ مرترا بر من مسکیں نظر است

آثارم از آفتاب مشہور تر است

دور حاضر کے علماء اور فضلا نے بھی اس امر پر مسرت کا اظہار فرما کر ممنون فرمایا۔ اور تحریراً اور تقریراً تائید بھی فرمائی۔ بعض مشائخ عظام نے تو انتہا درجہ تک شفقت فرما کر حقیر کے یقین کو درجہ راسخ تک پہنچا دیا کہ یہ امر میری زندگی کی خطاؤں اور جرموں کے معافی کا سبب بن سکے۔ بہرحال اس امر کے اظہار کے بعد جہاں رسالہ مذکورہ میں عدم جواز مناکحت سیدہ کا غیر سیدہ سے ولی کی رضا کے باوجود صحیح و درست نہ ہونے کے دلائل مندرج ہیں اس کے ساتھ آج سے ۵۰ سال قبل کے علمائے کرام کی تحریریں بھی مہیا ہوئیں جن سے عدم جواز نکاح کا حکم ان تحریروں میں شامل ہے۔ جبکہ اعادتاً عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ قبلہ عالم نور اللہ مرقدہٗ کے فتاویٰ کے بعد کسی دوسرے فتویٰ کی ضرورت ہی نہ رہتی تھی۔ کیونکہ فتویٰ ممدوح مرحوم و مغفور ضرورت کے وقت اس فتویٰ ہی کو بطور دلیل پیش کیا جاتا رہا۔ لیکن علمائے کرام زمانہ نے آپ کے اتباع میں آپ کی عدم جواز کی تحریروں کو منصہ شہود میں لا کر آپ کی اتباع کا ثبوت پیش کیا۔ استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محب النبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر جس میں ان سے استفتاء پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص فاطمی صالح صحیح العقل اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی رضا سے غیر فاطمی عالم یا قریشی سے اس بناء پر کر دے کہ ایسا کرنا جائز ہے تو کیا نکاح جائز ہوگا یا نہیں۔

اس کے جواب میں حضرت مرحوم نے تفصیلی جواب عربی میں محققانہ اور مدللانہ

تحریر فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ اگر ولی رضا کے ساتھ نکاح کر دے تو بھی نکاح
ہرگز جائز نہیں۔ اس تحریر میں جو دلائل مندرج پائے گئے جن کا رسالہ انکشاف
الاسرار میں بھی ذکر کیا گیا عدم جواز نکاح کا سبب عدم کفو۔ اور عدم کفو میں
عدم انعقاد کا سبب توہین۔ انتقاص اور عار ہے اور یہ امر مبرہن ہے سیدہ کو غیر سید سے
(العیاذ باللہ) نکاح میں لانے سے مفروشہ تصور کرنے میں توہین ہے اور توہین
اہل بیت اطہار بوجہ اذیت رسول کفر ہے۔ لہذا نکاح ہرگز ہرگز جائز نہیں
اس کے علاوہ بھی ایک مطبوعہ اشتہار چار ربیع الاول ۱۳۶۷ھ ۱۹۴۸ء
بھی موجود ہے۔ جس میں سیدہ کے ساتھ غیر سید کا نکاح ناجائز قرار دیا گیا ہے
اور اس اشتہار کو بصورت استفتاء شائع کیا گیا جس میں ہزارہ۔ کشمیر۔
افغانستان اور دیگر ممالک کے مختلف مکاتب فکر کے مقتدر علمائے کرام کی
عدم جواز کی تائید میں تحریریں ثبت ہیں۔ ان دو باتوں کا ذکر خلاصۃ الکلام کے عنوان
سے اس لئے کیا کہ یہ بات بعض اذہان میں نہیں ہونی چاہئیے کہ یہ کام صرف فقیر نے کیا ہے۔ بلکہ
علمائے ربانین۔ محبان رسول و محب اہل بیت کا ہر دور میں کلمۃ الحق بلند کرتے رہے
ایسے لوگ جو عظمتِ مصطفیٰ اور ناموس اہل بیت کے خلاف ہیں ان کا تعاقب و
محاسبہ کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور بالخصوص اہل علم حضرات مصلحت پسندی
کا شکار نہ ہوں اور ایسے لوگوں کے ساتھ سخت رویہ اختیار کریں۔ تاکہ تبلیغ دین
کا حق ادا کر کے ثواب دارین کے مستحق بن سکیں۔ خدانخواستہ اگر مصلحتوں کا
شکار ہوتے رہے تو اس سے دشمنانِ رسول ناجائز فائدہ اٹھانے میں کامیابی کا
دعویٰ کریں گے۔ باوجود اس کے کہ ان کے لئے خسران دین کے سوا کچھ بھی نہیں
بعض حضرات کی آراء کہ ولی کا خود عقد کرنے کے بعد کوئی اعتراض کا حق باقی
نہیں رہتا۔ کاش فقہائے کرام کی عبارات کو بنظر غائر اگر دیکھا جائے۔ جہاں ولی

کے عقد کرنے کے بعد اعتراض کا حق باقی نہیں رہتا کا ذکر ہے اس سے خاندان مصطفویہ مستثنیٰ ہے۔ باردوم رسالہ مذکورہ طباعت کے بعد منظر عام پر لایا جارہا ہے۔ دعا ہے کہ خدائے ذوالجلال بہ تصدق نبی ذوالکمال صلی اللہ علیہ وسلم میرے گناہوں کا کفارہ بنائے اور آخرت میں ذریعہ نجات بنے۔ آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامین

۱۹۴۸ء کا اشتہار جو شائع ہوا اس میں عدم جواز مناکحت سیدہ کا غیر سید سے علمائے کرام ، مشائخ عظام کے دستخط موجود ہیں۔ جن حضرات نے قرآن واحادیث اقوال فقہاکرام کی روشنی میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ نکاح کرنا شرعاً جائز و حلال نہیں۔ ولی کی رضا کے بغیر اگر کوئی عاقلہ بالغہ غیر کفو میں نکاح کرتی ہے۔ للولی لکن للمولی الاعتراض فی غیر الکفو، لدفع لضرر العار للولی تو ولی کو فسخ کا اختیار ہے۔ اس قضیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ فسخ نکاح کا اختیار ولی کو اس بنا پر دیا گیا کہ غیر کفو میں اس کے لئے باعث عار ہے لہذا عدم نکاح کا سبب عار اور ننگ ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سیدہ کا نکاح غیر سید سے فساد زمان، توہین اہلِ بیت اطہار اور باعث ننگ و عار ہونے کے قطعی جائز نہیں۔

اس لئے علمائے امت اور صلحائے ملت کی ذمہ داری ہے کہ وہ زمانے کی روش اور خوارج کے عقائد باطلہ کے سامنے سینہ سپر ہوکر اس اہم ترین مسئلہ میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں اور عنداللہ ماجور ہوں۔ اور بروز حشر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سرخرو ہونے کا شرف حاصل فرمائیں۔ فقیر پُرتقصیر کی طرف سے یہ گزارش یقیناً اہلِ علم اور صاحب بصیرت نظر انداز نہیں فرمائیں گے۔ نیز عوام الناس سے بھی درخواست ہے کہ وہ اہل بیت سے متعلق پروپیگنڈا سے متاثر نہ ہوں اور بالخصوص عدم جواز المناکحۃ بین السیدۃ وغیر السید میں انتہائی

احتیاط سے کام لیں ۔ کیونکہ قیامت کے دن ہم سب نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پیش ہونا ہے ایسا نہ ہو کہ ذرا سی لغزش کی وجہ سے شرمندگی اٹھانی پڑے ۔ نیز قارئین کرام سے التجا ہے کہ فقیر کو اپنے خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں ۔ خدا تعالیٰ ہمیں حق کہنے، حق سننے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین بجاہ النبی الامین ۔

وما توفیقی الا باللہ

علیہ توکلت والیہ انیب

خادم الفقراء والعلماء

قاضی محمد اسرار الحق حقانی

الراجی الی غفران الحق

مہتمم جامعہ اسلامیہ اسرار العلوم ۔ مری روڈ

راولپنڈی فون : ۵۵۰۰۵۳/۷۲۹۰۴

ضلعی خطیب راولپنڈی

يا اهل البيت رسول الله حبّكم
فرض مّن الله فی القراٰنِ انزلہٗ

کفاکمُ من عظم القدر انّکم
من لم یصلِّ علیکم لا صلوٰۃ لہ

(حضرت امام شافعی رح)

یا اللہ جل جلالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اشاعتِ دین کی مثالی درس گاہ

جامعہ اسلامیہ اسرار العلوم

(رجسٹرڈ) مری روڈ۔ راولپنڈی

۱۔ جس میں بیرونی طلبا تمام علوم دینیہ وفنون مروجہ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں

۲۔ ادیب عربی۔ فاضل عربی۔ درجہ حفظ، ناظرہ کا مکمل انتظام ہے۔

۳۔ امتحانات تنظیم المدارس کے قواعد وضوابط کے مطابق ہوتے ہیں۔

۴۔ جامعہ اسلامیہ اسرار العلوم کی سند افواج پاکستان میں منظور شدہ ہے

۵۔ فتویٰ نویسی کا کام انتہائی احتیاط کے ساتھ بلا معاوضہ ہوتا ہے۔

جامعہ اسلامیہ اسرار العلوم نمبر ۲ چکلالہ اسکیم نمبر ۲ میں زیر تعمیر ہے

نیز طلباء اور مدرسین کے اخراجات کا کفیل بھی ادارہ ہے۔

مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ جامعہ ہذا کی مدد فرما کر ثواب دارین

حاصل کریں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ فی الدارین احسن الجزاء

رابطہ کے لئے فون نمبر

۵۱۱۷۴۳، ۵۵۰۰۵۳، ۷۲۹۰۴